

رحمہ سر ڈ ایل نمبر: ۲۶۵



بھیرو پنجاب

دی
ظہور احمد گوی

بیکار

اعلیٰ حضرت شریعت الطریق فیہ العلماء قدوة السالکین بذہ الحارثین
امام الحاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر بکوی نور اللہ مرقدہ
مناجیب الالکین حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

اغراض و مقاصد
(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام
(۲) اصلاح الرسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم و دینیہ

قواعد و ضوابط

- (۱) رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی۔ پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمائیں گے، ورنہ خاص منصوبہ ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکر کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- (۲) غریب مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عین مقرر ہے۔
- (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چند رکینٹ کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے (۴) نوٹہ کارچہ میں آنے کے ٹکٹ ارسال کرنا بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- (۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دنیات کے چھٹی سالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ مہینہ کے آخر میں اطلاع دے دیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

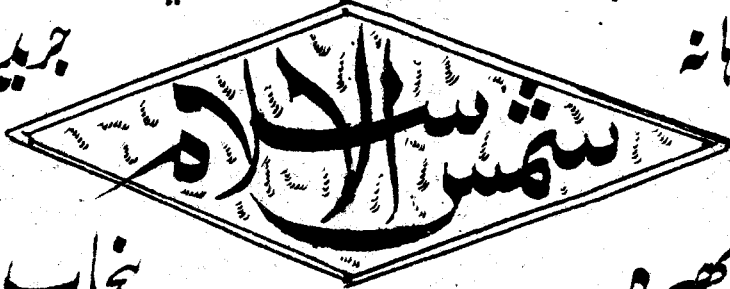
جملہ خط و کتابت دفتر
میل ذریعہ

نیچر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب، ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جمیدہ

ماہانہ



پنجاب

بھیرہ

جلد ۵

جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ستمبر ۱۹۳۲ء نمبر ۹

صفحہ	نرسٹ صفائین	نمبر شمار
۲	(مدیر)	۱ بصائر وحکم
۳	(مدیر)	۲ اہلسنت والجماعت کی مذہبی غیرت و حمیت کا امتحان
۴	از مولوی غلام حسین صاحب بھکروی	۳ سندھستان کے بھرشیخہ علماء و مجتہدین سے سوالات
۵	از مولوی خان زادہ غلام احمد خان بکیش سنگوی	۴ شیعہ اماموں کی علم نامتناہی کا ایک شعشعہ
۱۰	از حضرت مولینا سید لایت حسین شاہ صاحب گنیا	۵ رسالہ تقیہ
۲۸	ایضاً	۶ تصوف و مذہب شیعہ
۳۱	(مدیر)	۷ ملک مظفر خان کی ذات ستودہ صفات پر نایاک جملہ
۳۲	حضرت مولانا ذھیکر عاقل شاہی میسور	۸ انظم (مزار خلد آشیان اعلیٰ حضرت ٹیپو سلطان شہید)
۳۴	(مدیر)	۹ کشف حقائق

مورثہ ۲۴ جولائی ۱۳۵۲ء کو مسی فضل الدین ولد قاسم قوم شمیری ساکن دہلیہ جالہ تحصیل بندہ اودھ
ضلع جہلم نے میرزا میت مجب عام میں توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ مورثہ ۲۷ جولائی کو شخص ملک
دارفنا سے دارلنفا کی طرف کو ترح کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بصائر و حکم

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَخِمْوُكَ فِيمَا تُسَبِّحُ
بِحَمْدِهِمْ ثُمَّ لَا يُخَفِّدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حُجًّا فَمَا تَقْضِيَتْ
وَلَسَلُوا نَسِيًّا (قرآن حکیم)

(ترجمہ) پر قسم ہے (اے حبیب) آپ کے رب کی یہ لوگ مومن نہیں ہونگے جب تک (یہ بات نہ ہو کہ) آپ کو آپس کے تمام جھگڑوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے تنگی نہ پائیں۔ اور پورے طور پر تسلیم کر لیں۔

خفایا و محارف :-

پہلا اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین نبویہ تشریف لایا تھا
قَامَ فَيُحْمَدُ لِلَّهِ وَاشْتِىٰ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا
بَعْدَ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدْ مَوَّلَاكُمْ أَنْفُسَكُمْ تَعْمَلُونَ وَاللَّهِ
لَيَصْعَقَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيْدٌ عَنْ غَنَمِهِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ
ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ تَرْجَمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ
يُخْبِيهِ وَوَنَّهُ أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَغَكَ وَاسْتَيْسَلَ
مَا لَمْ تَقْضِلْ عَلَيْهِ فَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلْيَنْظُرْ
بَيْنَنَا وَشِمَالًا فَلَا يَرَىٰ شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قَدَامَهُ فَلَا يَرَىٰ
غَيْرَ جَعَلَهُ فَمِنْ أَسْطَافٍ أَنْ يَخِيَّ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ
سَبَقَ تَمْرٌ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ
فَإِنْ بَعَا تَجَرَّتْ إِلَى الْحَسَنَةِ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِينَ

ضعفوا وَسَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
ترجمہ :- اے لوگو! اقبال اس کے کہ تم اس جہان کو چھوڑو ایک
احال کا بغیرہ اپنے آگے بھیجو یقین جان لو بخدا ہر ایک شخص تم میں سے
بالضرور ایک خوفناک بلا میں پڑنے والا ہے۔ اور بیشک دنیا کو
اس طرح چھوڑنے والا ہے۔ جیسے کوئی بکریوں کو اپنے محافظ بغیر چھوڑ
دے۔ اور بیشک خدا ہر ایک سے ایسے طور پر کہ نہ اس کے لئے کوئی
ترجما ہوگا۔ اور نہ روک ٹوک کرنے والا دربان یعنی گویا نہ دھنہ
پوچھے گا۔ کہ ہمارا کوئی بغیرہ تیرے پاس نہیں آیا تھا۔ اور اس نے علم سے
احکام چھوڑ دیئے ہیں پچھائے تھے۔ اور کیا ہم نے تجھ کو بہت سال عطا
نہیں فرمایا تھا تاکہ ہماری راہ میں دے (اور تجھ پر اپنا نقصان اور
احسان نہیں کیا تھا) تاکہ اپنے نبی نوع انسان کے ساتھ مروت اور سلوک
سے پیش آئے (پس بتا تو نے کیا چیز آگے بھیجی تھی۔ پس یقیناً وقت
انسان دے گا میں دیکھتا گا۔ اور کوئی چیز دکھائی نہ دی جس کو بتا کر
پھر سامنے کی طرف نظر کرے گا۔ اور اُدھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر
نہ آئیگا۔ پس جس سے ہرے اپنے نہیں اس آگ سے بچائے خواہ
کچھ کی گھٹی کا ایک ٹکڑا ہی دیکر کیوں نہ بچائے اور جس کو اتنی بھی
توفیق نہ ہو تو کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے۔ یا اُس سے بھلائی
کی بات بتائے۔ کیونکہ بیشک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ
دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جاوے گا۔ خدا کی سزا
اور رحمت اور برکت تم سب پر ہو۔

اہلسنت و الجماعت کی مذہبی غیرت و حمیت کا امتحان ! ساکینانِ حرمِ شمس الاسلام کی اہم گذارش

عصہ ساڑھے چار سال سے جریدہ نہا پنجاب کے ڈیڑھ کروڑ اہلسنت و الجماعت کی طرف سے تنہا تبلیغی فرض اور الزام ہے۔ مذہب باطلہ کے بیسیوں جرائدِ مسلمانوں کے زخموں پر یکا یک پاشی کرنے میں مصروف ہیں۔ اعداء کے منظم منصوبوں کا راز طشت از بام پہنچا ہے۔ اہلسنت و الجماعت کے عقائد کا مضحکہ اڑانے۔ اور انہیں صفحہ ہستی سے محو کرنے کے لئے نہا پنجاب کے طول و عرض میں سازش کا وسیع جال پھیلا یا جا رہا ہے۔ جریدہ شمس الاسلام کا اجراء کسی تجارتی منفعت کی غرض سے نہیں ہوا۔ ایسے جریدہ نہ لانے ہوا کے منہ بچنے سے احتراز کیا۔ شعرو شاعری۔ قصص اور افسانوں سے اپنے اوراق کو پاک رکھا۔ تجارت سے اشتہار بھی حاصل کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ تاکہ ایک خالص مذہبی و دینی پرچہ کا وقار اور منانت قائم رہ سکے۔ اہلسنت و الجماعت کی موقر تبلیغی جماعت حزب الانصار کی سرپرستی و اعانت سے یہ جریدہ اپنے مقاصد کی اشاعت میں مصروف ہے اس وقت تک سپردۂ سواروپہ کا خسارہ نہ ہو چکا ہے۔ آئندہ کیلئے حزب الانصار کے مصارف و اخراجات کے لئے قابل نہیں ہوا۔

فارس العلوم غریب بھیرہ اور دوسرے تبلیغی شعبوں کا بقا بھی مخدوش نظر آ رہا ہے۔ شمس الاسلام کے قارئین اور ہمہ ملت کا فرض ہے کہ ستمبر و اکتوبر کے دو مہینوں میں جریدہ نہا کی توسیع اشاعت کیلئے اپنی ہر اس کافی سعی صرف کر دیں۔ اور ملت کے اس حقیقی خادم مذہب حق کے واحد ترجمان میدانِ مناظرہ کے اس علمی شہسوار کو زندہ اور قائم رکھنے کیلئے جدوجہد سے کام لیں۔

خدا نخواستہ اگر اپنے ہماری اس گذارش پر کسی عملی جدوجہد کا آغاز نہ کیا۔ تو پھر جریدہ نہا کو ہمیشہ کیلئے بند کرنا پڑے گا۔ اور اہلسنت کیلئے وہ دن نہایت ہی بدبخت و ناخوش سمجھا جائیگا۔ اگر شمس الاسلام کے صدق قارئین میں سے چند حضرات بھی خصوصی وایتیار سے کام لیں تو جریدہ کا بقا دشوار نہیں ہے۔ قارئین میں سے ہر صاحبِ دودا کے اندر کم از کم پانچ خریداروں کا چند مجموعہ وایتیار سے قائم شکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حزب الانصار کی حالت قابلِ اطمینان نہیں ہے

ہندستان بھکر کے شیعہ علماء و مجتہدین کے سوا

راز مولوی مسلام حسین صاحب بھکروی

اصطفیٰ
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ عَلٰی عِبَادَةِ الدِّینِ
کیا کرتے ہیں علماء شیعہ اثناعشریہ جب ذیل صورتوں میں
کہ یہاں بھکر میں ہر سال تفریق محرم کا زمانہ مردانہ سیاہ پوش مانتی
جلوس۔ ڈھول اور نوازہ کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے
نکلا کرتا ہے۔ اور تفریق کے ساتھ دو الجناح۔ علم۔ جھنڈے پتھر اور
علی اصغر کا پتھر بڑا بھی ہوتا ہے۔ اور مردوں کے حلقہ کے ساتھ
عورتوں کا اپنا حلقہ علیحدہ ہوتا ہے۔ جو سب زن و مرد روئے
پیشے سینہ زنی کرتے اپنے سروں میں خاک ڈالتے رباعیاں پڑھتے۔
یا حسین یا حسین کہتے جاتے ہیں۔ اور یہ عورتیں نامحرم مردوں کے
بدوش برابر مرد صورت برہنہ ہوتی ہیں۔ جن کو اپنے مؤمنین کے علاوہ
ہر فرقہ مثلاً سنی۔ وہابی۔ ہندو۔ آریہ۔ سکھ۔ سرائی اور بیکٹ
بد اور اپنے بیکٹانے سب تماشا ٹائی دیکھنے جاتے ہیں۔ جیسے عام
جلوسوں کی عادت ہے۔ اور یہاں کے بعض بڑے بڑے شیعہ علماء
کے ساتھ پیٹھے اور اپنے جسم کو خون آلودہ کرتے جاتے ہیں۔
بالآخر یہ شامہاں جلوس شہر و بازار میں کچھ بکوبھ کئی ایک قافلہ
امام سے گذرتا ہوا ہر شہر کے امام باڑہ یا کوٹلی امام میں
بھکر مرثیہ خوانی کرنے کے بعد تفریقے توڑ پھوڑ کر دفنا دئے جاتے
ہیں۔ اور دعائے خیر پڑھ کر محرم ختم کر دیا جاتا ہے امام باڑہ

بھکر میں ماتم گاہ کے علاوہ ایک مسقف کوٹھ میں دو خالی قبریں
ہیں۔ جو حسین شریفین کے نام نامی پر یا مزدہ ہیں۔ اور ان کے چند
قدم کے فاصلہ پر شمالی جانب حضرت عباس علمبردار کی قبر شریف بھی
نیابت گاہ بنی ہوئی ہے۔ جہاں سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ تفریقہ
پر ناخن پڑھنے اور نوازہ پڑھانے کے علاوہ لوگ اپنے
مطالب کی درخواستیں لکھ کر بھی تفریقہ میں ڈالتے ہیں۔ اس کے علاوہ
سات محرم الحرام کو بھی ایک جلوس بہت نکلتا ہے جھنڈا اسٹے اور علم
کے ساتھ امام باڑہ کو جاتا ہے۔ اور دو محرم کی شب کو امام علی ماسک
کی شادی کی سیج کا جلوس اسی متذکرہ صورت سے منایا جاتا ہے۔
اور ہمارے قریب ڈیرہ صاحب خان میں ان جلوسوں کے علاوہ آٹھ محرم
کی رات کو اہل بیت کی مثال شتی نوح میں بیڑے کا جلوس بھی نکالتے
ہیں۔ اور اسی طرز و طریقہ سے امام علیہ السلام کے چہلم پر بھی تفریقہ
ذوالجناح کا جلوس نکلتے ہیں۔ اور یہاں کے ذاکر مرثیہ خوان اجرت
مقرر کر کے مریٹے ساتے ہیں۔ اور اجرت تو پیشہ و کھجوریوں کے ہاں
رکھ دیا وضے کر مجالس مزیدہ پڑھتے ہیں۔ اور یہاں بعض عورتیں
بھی مردوں کی مجالس میں بے پردہ ہو کر مرثیہ خوانی کرتی ہیں۔
ان سب متذکرہ صدر صورتوں میں جن پر نشانات سندسہ لگا
دیئے ہیں۔ از روئے کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ و اقوال
عترت طاہرہ کے شامل ہوا اور امور مذکور کو خود کرنا یا ان کی
وجہانیت کرنا جائز ہے یا نہ۔ اور اس اُمید پر ثواب سے یا خوف
عذاب۔ اور کہ ان باتوں سے آئندہ اہل بیت کے ارواح مطہرہ
خوش ہوتے ہیں یا ناراض اور کہ شیعہ کی موجودہ روش اور

خلق شدہ آدم و حوا و نازد صالح و گوسفند براہیم بیٹھے ہوئے
صلوٰۃ اللہ علیہم اند

دترجمہ عمر عا جزو لا جواب تھا۔ تو علی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ
اے ابوالحسن ان سوالوں کا جواب آپ کے سوا کسی کے بس میں نہیں
ہے۔ تب امیر نے ایک ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جو
جانور رحم سے پیدا نہیں ہوئے وہ حب ذیل ہیں۔ ۱۰ آدم (۲)
خوار (۳) صالح پیغمبر کی اولاد (۴) براہیم پیغمبر کا دوسرا (۵) موسیٰ
کلم اللہ کی نصیحت

نوٹ: اس روایت خانہ ساز میں مراد حضرت عمر کا کھانا اور بیوی
کے مرنے والی علی کا بڑھانا تھا۔ لیکن الحی ایلدول ولا یعلیٰ فالناتبعیہ صا
کے حافظ سے اس وقت دعویٰ علیہ السلام کے چمکاؤں کا ذکر آتا تھا
جو اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ میں فرمائے ہیں۔ بہر حال امام اول
اب الائمہ نے پانچ نہایت چمچ جانوروں پر حصر رکھا۔ کہ بس
یہ چمچ بلا رحم مادہ کے پیدا ہوئے ہیں۔ آئیے دیکھیں کہ وہ وحی زادہ کے
امام دوم کے ارشادات بھی ملاحظہ ہوں۔

حیات القلوب جلد اول صفحہ ۱۳۰۔ از امام حسن پر سیدند۔
کہ کلام اند آں مفت حیوان کہ از رحم بیرون نیامدہ اند۔ فرو
ما آدم (۲) خوار (۳) گوسفند براہیم (۴) نازد صالح (۵) مار بہشت و
(۶) کلاعی سلم قایل (۷) ابلیس لغتہ اللہ۔

یعنی امام حسن سے پوچھا گیا کہ وہ سات حیوان کون کون ہیں۔ جو
بلا رحم پیدا ہوئے ہیں۔ تو جواب میں چار عدد تک تو بقول شیخ
اپنے دالہ ماعد کے ساتھ تم فرما رہا۔ یعنی آدم۔ حوا۔ گوسفند براہیم

ان کے مرقومہ بالا ہر ایک فعل اور ان کی ان تمام رسموں کا
علیحدہ علیحدہ صحیح فلسفہ اور شیعہ حکم کیا ہے۔ اور ان تمام مور
کی نسبت اس کس امام اور کس کس بزرگوار سے اور کس کس طرح
اور کس کس وقت میں ہوئی۔ اور وہ اب ہمارے لئے کس طرح
کس حد تک قابل تقلید ہے۔ ہر سوال کا جواب نمبر وار مدلل اور
مفصل کتب شیعہ اثنا عشریہ سے حبۃ اللہ بلا خوف و مہمہ
غایت فرما کر عند اللہ تاجرو عند الناس مشکور ہوں۔

(مولوی غلام حسین از جامع مسجد بھیرہ)

شیخہ امامی علم نامتناہی کا شغف

(از خان زادہ غلام محمد خان صاحب نگہبش)

حیات القلوب جلد اول صفحہ ۵۹۔ قطب راؤ دی سوائت
اند کہ در زمان خلافت عمر گمر گمر سے از علمائے یہودیہ بزرگوار آمدند
و چند سوال پرسیدند کیے منجد از انہا انیکہ آں پنج جانور ان گدا مند
کہ از رحم خلق شدہ اند یعنی بزنا نہ خلافت فاروقی چند یہودی علماء
نے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوالات کرنے لگے۔ ان میں سے ایک
بیوی تھا کہ وہ پانچ جانور کون کون ہیں۔ کہ جو ان کے رحم سے پیدا نہیں
ہوئے ہیں۔

عمر عا جزو۔ دوسرے زائر قلند ہیں روجا نب امیر کرد و گفت
اے ابوالحسن گمان دارم کہ بغیر از تو کسی جواب ایتہارا دانہ۔ پس امیر
بر علماء یہودیہ فرمود کہ من جواب اس سٹہارا را میگویم۔ از رحم کہ

کسی قول سے سزا ہی کر چکا۔ تو سمجھا کہ اُس کے ایمان کی فریفتگی چنانچہ امام ششم کا حکم ہے۔ (بخاری) اللہ فرض اللہ طاعتنا ومن انکرنا کان کافراً کافی منہ ۱۔ بخاری صبیحہ حج ذکر کر کے فرمایا۔ کہ ہم اماموں کے گروپ کی اطاعت ہر ایک شیعہ پر فرض ہے۔ جو انکار کرے وہ کافر ہے۔ ایک طرف سے مانا فرض ہوا۔ دوسری طرف سے اماموں کا آپس میں اختلاف ایک عجیب محض کی بات ہے۔ کیونکہ امام اول نے بغیر دم کے مخلوق شدہ ۵ یا ۶ جات بتلائے۔ اور امام دوم نے باپ کے بتلائے ہوؤں میں سے دو کو چھوڑ کر تین اور کا اضافہ کر کے سات بتائے۔ لیکن امام ششم نے پہلی اور سور کے دو جوڑوں کا بھی بلارحم یعنی بچہ دان مادر پیدا ہوتا بیان کر کے علم اور سر امامت کا پردہ چاک کر دیا۔ اماموں کا کوئی قول بھی اگر منصف سے کام لیا جائے تو انشاء اللہ قاضی خصم کے نطف ہی پر ختم ہوگا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ تینوں علم میں بھی برابر اور محصور عن الخفا بھی اور عالم الغیب بھی پھر تینوں کے اقوال مخالف یک دیگر۔ اس پر کیا مختصر تینوں کے پاس جامعہ بھی علم جعفر بھی کتاب علی بھی مصحف فاطمہ بھی جن میں ذرہ ذرہ کا اندراج ہے۔ جو قیامت تک زمین اور آسمان میں ہونے والے ہوں۔

لیکن کسی سوال کے جواب پر عارف و فاضل کو لاعلم اور عاجز از جواب بتا کر تو دوسرا من الملک بجائے کے لئے پیش ہوتے ہیں۔ اب ہمیں کوئی ذی علم و سواد شیعہ مولوی یا علوی بتائے۔ کہ کیا ان ہر اماموں کے اقوال درست اور ایک دوسرے کے مخالف نہیں

اور کیا جو کچھ انہوں نے پیش کیا۔ حقیقت نفس الامر درست ہے اگر آپ کو بھی بھی امر ہو۔ تو پھر (ہیں) چوگان میں میڈل نہیں ملے اپنے اماموں کی طرف سے شیعہ ایڈیٹر ان رسالات و اجازات دین و دین شیعہ مہر مجتہدین لاہور دیکھنا تا کر بلا و تحفہ پیش ہوں۔ اور فاروق اعظم داماد حیدر محترم کی جانب سے یہ احقر الامم زانو ادب نہ کرتا ہوا عرض گذار ہے۔ کہ سب امور سے مقدم آپ صرف ایک ہی جائز کا فیصلہ کر کے متفقہ جواب عنایت کریں۔ کہ مولاعلیٰ۔ کون سا مولاعلیٰ۔ وہ جو حسب حدیث کافی دس لاکھ علوم کا مالک تھا۔ اور اولین و آخرین جملہ انبیاء و اوصیاء کے علوم کا مستحج و مستورع

آں حضرت سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کون سے جانور ہیں۔ جو بلا رحم کے پیدا ہوئے۔ تو اپنے داماد کی مذمت سے متاثر ہو کر جھٹ فرادید۔ کہ علاوہ از دیگر جانوران کے ایک عصبائی موسیٰ بھی ہے

مجلسی غنی ازلی کے لئے توبہ لکھنا آسان تھا۔ (ابوبکر بدیشی کہ اولیٰ علم و جاہل بودہ) حیات القلوب ۲ تو کیا اس مقام پر اس کا چراغ عقل و ایمان بجھ گیا تھا۔ کہ وہ ایک دو جلے حسب ذیل لکھ کر حق علم و مورخ نویسی ادا کرتے۔

(نہ معلوم کہ از مولائی گل صاحب علم کون اس چہ سادہ لوحی شدہ کہ یک چوب خفاک را در فرست جانوران ذی رُوح و شمشاد کہ اس ہم کیے از اسرار امامت باشند یا شاید از لقیہ گفتہ باشند۔ کیا اس سادہ لوحی کا بھی کوئی شک نہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے

سوٹے کو جو یقیناً لکڑی کا تھا۔ اس کو بھی ان جانوروں میں شمار کیا جو کہ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے۔ اور پھر ساتھ ہی یہی باب العلم سے اسی حیات القلوب میں رقمطراز ہیں۔ (اول درختی کہ در زمین کاشت کردند عروج بود و عصائی موسیٰ از دبود) یعنی جانا نے فرمایا کہ اول درخت جوزین میں بویا گیا۔ وہ کڑھے بری کا تھا۔ اور عصائے موسیٰ اُسی سے تھا۔

ابھی ابھی آپ سُن چکے کہ عصائے موسیٰ جلا رحم مادہ پیدا ہوا۔ یعنی کوئی خارجی وجود اس کے لئے نہ تھا۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ (اول درخت جوزین میں بویا گیا۔ کڑوی سیری کا تھا اور موسیٰ کی عصا اُسی درخت سے تھی۔) اس لئے ہم سوائے اس کے کیا عرض کیا۔ کہ شیعوں کا موسومہ امیر المؤمنین مرشد جبرئیل امین ساوہ لوجی کے علاوہ قوت حافظہ سے بھی محروم تھا۔ ورنہ بے رحم پیدا ہونے جان کرنے کے بعد عروج یعنی بری کی طرف اس کی نسبت نہ کرتے۔

یا وراثت خصوصی :- خدائے حکیم و علم قرآن سورۃ فرقان میں فرماتا ہے (خلق السموات والارض و ما بینھما فی ستة ايام) یعنی پیدا کئے رب نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے بیچ ہیں ہے چھ دن کے اندر۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات دُنیا کو اور جو کچھ بھی زمین پر موجود ہیں۔ جس میں عروج یعنی مولا والی کڑوی سیری بھی شامل ہے۔ چھ دن کے اندر (کم از کم) پیدا کئے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں حائریں اور ندرتہ اولیٰ

الغلبین کے مبلغین کہ سب سے اول درخت جوزین میں بویا گیا۔ وہ بری کا تھا۔ چنانچہ امیر کے اصلی الفاظ مندرجہ حیات

القلوب مذکور حسب ذیل مطوہ میں (اول درختی کہ در زمین کاشت کردند۔ درخت عروج بود) کس نے کاشت کیا۔ کب کاشت کیا۔ کہاں پر کاشت کیا؟ اس کے بعد دیگر درختوں کی کاشتکاری کتنی مدت تک جاری رہی۔ (پچ ہے کہ اماموں کی حیات صحب متصحب) یعنی اماموں کی احادیث بنائیت مشکل ہوتے ہیں۔ امیدوار رہنا

کہ مجتہدین عظام اس کو حل کریں گے۔ کیونکہ وہی اصل حقیقہ علم کے فیض یافتہ ہیں اور اب خلیفہ ثانی کی بجائے اس کا بتگشتی علامت (امادہ بحجاب ہے) کہ شیعہ مولیٰ کا جواب غلط ہے۔ بلکہ اس کے ولیعہد امام دوح کا بھی غلط۔ کیونکہ جس قدر جائز حلقہ بلا حرج یعنی بچہ دان (مادر) پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا شمار دوح آزدہ امام احمدان کے پروان سب مل کر بھی تاقیامت نہیں کیسے نہایت اختصار کے ساتھ نمبر وار سہ حوالہ دے کر گناہوں۔

انکار و کالت موجب طالت نہ ہو۔

(۱) حلیۃ المتقین ص ۲۱۱) از حضرت رسول شریف است کہ ہر ایک از برگ و دانہ اسفند گلے ہوگا است کہ با نہاستم (۲) حیات القلوب جلد دوم ص ۳۱۰۔ بیچ درخت فرماو غیر ان بیت بگر برآں درخت گلے است۔

(۳) حلیۃ المتقین ص ۱۲۱۔ ہر کہ این دعا بخواند بعد دہر محوئے از بدش گلے خلق کند کہ از برائے او تسبیح آتی بکند تا روز قیامت۔

(۴) حیات القلوب جلد سوم ص ۱۶۶) حضرت صادق

رافطین انداز بھی ان کی تعداد بتا سکتے ہیں (حاشا و کلا ہرگز نہیں)

اب میں کچھ مشاہدات اور عقلی دلائل سے بھی امامت کے گنبد بے در سے ناظرین کو روشناس کرانا چاہتا ہوں۔
(۱) جون جولائی کے مہینوں میں خانگی مرغیوں کے پڑوں میں جوئیں پیدا ہو کر لاکھوں عدم آباد چلے جائے ہیں
(۲) گرمی میں بچوں و ستین انرض ہر ایک پشیم والی چیز میں خود بخود کیڑی پیدا ہو رہی ہے۔

۳) چار نوگ گندم وغیرہ ہر قسم غلہ اور نیز پستہ بدام حلوہ دیگر حیلہ اقامت خیزیت میں گرمی کے مہینوں میں خود بخود بے شمار کیڑے کمڑے پیدا ہوتے جاتے ہیں۔
۴) ایضاً جتنے جاندار مرتے ہیں چند دن گزرنے پر تھکن ہو کر ہزاروں کیڑے ان میں پڑ جاتے ہیں۔ باور نہ ہو تو کسی متوفی مومن کی قبر کو دیکھ کر پوچھ لو تم کیا جاتے۔

۵) برسات میں جبکہ چار دانگ ہندوستان میں جبکہ حوض اور تالاب بھر جاتے ہیں۔ تو ان میں بدقسموں جاندار چند روز میں تحوّل نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اس قبل ان کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔

(۶) ایک بول میں تازہ گوشت رکھ کر مطالعہ کرنا مومنین کا فرض ہے۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ بلا رحم کسی طرح اس میں دوسرے تیسرے روز جاندار پیدا ہو سکتے ہیں۔

فرمود بخدا سو گند کہ البتہ ملائکہ در آسمانہا بیشتر اند۔ از درہ ہائے خاک و در زمین و جہاں موضع قدمے نیست بگر آئندہ در آں ملک است و در زمین بیچ درختے و کلوئے نیست مگر آنکہ آنکہ بر آں ملک است کہ موکل است بر آں۔

۷) تفسیر خلافتہ المنہج فریو پنجم :- جب عورت اور مرد متہ سے فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں۔ تو ان کے ہر ایک قطرہ آب سے فرشتے پیدا ہو کر خدا کی حمد و تقدیس کرتے ہیں۔ اور اس کا ثواب فاعل اور مفعولہ کی واسطے قیامت تک سونپا ہے۔

(۸) جبریل میکائیل اسرافیل عزرائیل کرام کا تین جلالین عترت۔ مومنان و دوزخ۔ شکر و کبیر قبر۔ حور و علماں جنت سے تو کسی روغن کو انکار نہ ہو گا کیونکہ ان سب کا شمار حجب کم (وما یعلم جنود مریک الا هو) سوائے خدا کے کوئی کر سکتا ہے جو ملے تک درج ہوئے۔ حالانکہ یہ جملہ فردا فردا بلا رحم پیدا ہوئے ہیں۔

ایضاً - سمندر ایک جانور ہے جو آگ کے اندر پیدا ہوتا ہے (عنایت ص ۳۵) (قرآن مجید و حدیث شریف میں ہے) و آخر جہاں ہم دابۃ من الارض یعنی قیامت کے نزدیک ایک جانور زمین سے نکلیگا۔ حالانکہ وہ بھی بلا رحم ہوگا اگر اصلی علی ہوتا۔ تو اس کا بھی ذکر کرنا۔ البتہ اس کا جواب شیعوں کے پاس ہے کہتے ہیں کہ وہ جانور علی ہے مجالس المؤمنین یہ تو ہرئے حوالہ جات منقول ہو کر بلا رحم پیدا ہو چکے ہیں کیا پروفیسران مدرسہ الی اعظمین یا جنہدین یا مہندین

رسالہ تقیہ

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

(از حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند)

اور پھر حضرت علی نے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں صاحب قبر
و مہربانی رسول خدا کی کہ اگر کسی نے اس پر نالہ کو پھر اپنی جگہ سے
تکلا تو میں اس کی اور نیز حکم دینے والی کی گردن ماروں گا۔ اور
جنتی ہوئی دھوپ میں صلیب پر چڑھا دوں گا۔ یہ خبر عمر کو بھیجی۔
وہ مسجد میں آئے اور دیکھا کہ میرا اب پھر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے۔
مگر دیکھ کر کچھ نہ کر سکے۔ اور ڈر کے مارے کہنے لگے کہ خدا نہ
کرے کہ کوئی ابوالحسن کو غصہ میں لائے۔ صبح کے وقت امیر المؤمنین
نے حضرت عباس سے پوچھا کہ آج کسی گندی۔ انہوں نے جواب
دیا۔ کہ جب تک تم زندہ ہو۔ میں چین و آرام سے ہوں۔ اس پر جناب
امیر نے فرمایا۔ کہ اے چچا قسم ہے خدا کی۔ اگر تمام اہل زمین اس
میزاب کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑا کریں۔ تو سب کا مقابلہ
کروں اور سب کو مار دوں۔ آپ نے فکر رہیے۔ حضرت عباس
نے آپ کی بیٹی کی نو بوسہ دیا۔ اور کہا جس کے تم مددگار ہو۔
اُس کو کیا غم۔ (ماطریا) یہ تو فرخ زفاتِ رودخیز ہیں۔ اصل واقعہ
اور حضرت عمر کا حسنِ ادب ملاحظہ فرمائیں۔ سدا امام احمد بن
حنبل میں حضرت عبید اللہ بن عباسؓ سے یوں مروی ہے۔ کہ
حضرت عمرؓ الخُطاب کے راستہ پر حضرت عباسؓ کا پرنا لہ تھا۔

(۱) ایک ہانڈی کو آگ پر چڑھا کر اس میں گوشت کو خوب پکا یا جا
تا کہ ہر قسم جراثیم جل کر کسی شبہ کی بنیاد نہ رہے۔ پھر اس کو
کوٹھ کے اندر رکھ کر کئی دنوں کے بعد ملاحظہ کیا جائے کہ
بلا رحم مادہ کے اس کے اندر کس قدر کیرے حرکت کر رہے
ہیں۔ الغرض شہر میں لوگوں جبکہ درختوں سے ابھی جدا بھی
نہیں ہوتے کیرے جگہ جگہ نمودار ہوتے ہیں حالانکہ اس سے
چند روز پہلے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر درختوں کے شاخ
اور تنوں میں فقط ایک کیر بڑا جوڑہ بقدر انگشت نرمی نے
خود دیکھے ہیں۔ حالانکہ اس کے واسطے نہ کوئی رحم ہوتا ہے نہ
ماں نہ اس کا پیٹ۔

مذہبِ نبض کی اشاعت کرنے والو! اذلب او ندی
جو جھک مار کر باقر مجلسی نے اس کی تائید کر کے حضرت عمر رضی اللہ
عنه کو لا تواب بنا کر شیعہ مولا کو ان سہودیوں کے جواب کیلئے بطور ایک
حجت اللہ کے پیش کر دیا۔ ذرا میرے حوالہ جات کو ملاحظہ کر۔
نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ اگر اب بھی نزقِ نہایت نہ ہوں۔ تو کہا جائیگا۔
عمر شرم چہ گشتی است کہ پیش مرزاں آید۔ پس ہے
چوں خدا خدا کہ پرودہ کس درد

طعنہ اندر نیست یا کاں زند

استفسار: حضرت خواجہ نور محمد ہارثی اور حضرت خواجہ عبدالقدوس
مکنگویؒ کی مکمل سوانح حیات (حالات زندگی) دربار میں کئی جلدیں لکھی
کتاب لکھتے ہوئے ہیں ان کے حالات درج ہوں تو بتدویر جلدیہ شمس
مطالعہ فرمائیں (حشر دیار ۱۴۵ھ)

جمعہ کی نماز کیلئے حضرت عمرؓ کمر بادل کراہے تھے۔ اور اس روز حضرت عباسؓ کے یہاں پھوڑے بچ ہوئے تھے جب حضرت عمرؓ پرانہ مذکور کے سامنے پہنچے۔ تو چوڑے کا خون آلود پانی پرانہ سے گرا۔ اور حضرت عمرؓ کے کپڑے اور بدن پر ٹپک گیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس پرانہ کو فکھوا دیا۔ اور گھر جا کر دوسرا کپڑا بدل لیا۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ بعد ازاں حضرت عباسؓ ان کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ پرانہ کی یہ وہی جگہ ہے جہاں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ یہ شکر حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آپ میری پشت پر سوار ہو کر پرانہ اسی جگہ رکھ دیجئے جہاں اس کو رسول اللہ نے رکھا تھا۔ آخر حضرت عباسؓ نے ایسا ہی کیا (منہاجہ اول صفحہ ۲۱)

جب آپؐ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ آپؐ تن تنہا ساری دنیا پر بھاری تھے۔ اور کوئی آپؐ کا مقابل نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے غصے سے پناہ مانگا کرتے اور آپؐ کے لڑتے بہتے تھے۔ پھر ام کلثومؓ کے معاملہ میں تقیہ کی کیا وجہ۔ یا حضرت عمرؓ غصہ زبردستی کے متحمل کیوں ہو گئے۔ چچا کیلئے یہ اس اللہ علیہ السلام کے معاملہ میں اپنی آبروریزی کی بھی پروا نہیں۔ انا للہ۔ کیا آپؐ پر اپنی اس بیت کی نصرت ضرور نہیں تھی۔ کہ ان کی بے آبروئیوں کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ حضرت عباسؓ کے اس آخری جملہ سے کہ جس کے آپؐ معین ہیں اُسے کیا نعم۔ معلوم ہو گیا کہ وہ اہل اکبر اہلیت نبویؐ کی اعانت کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔ وہ نہ ہرگز ان کو ایسی نفلوں کا سامنا نہ ہوا۔ اور یہ کہ آپؐ کے نزدیک

دین کی بربادی کا بھی خس کے برابر وقعت نہیں تھی۔ ورنہ کیا کتاب ہی پر سکوت و تفریق کو کام میں نہ لاتے۔ اس قسم کا ایک وہ واقعہ ہے جس میں آپؐ نے کمال شجاعت سے کام لیا۔ اور بروقت اخراج فحش فاطمی نہایت دلیری دکھائی اور حضرت عمرؓ وغیرہ کا کوئی کس نہ چلا۔ صاحب، علی الشرائع نے اس واقعہ کو بالتفصیل لکھا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حضرت سیدہ کبریٰؓ و کعب بن لہیعہؓ اور ذبازہؓ میں شرکت کا موقعہ حضرت عمرؓ نے نہیں دیا گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے اس کا وجہ دریافت فرمائی۔ آپؐ نے جو وجوہات بیان فرمائے حضرت عمرؓ نے انکو باور نہ کیا اور فحش فاطمی کو قبر سے نکال کر مذبازہؓ پر پھینک دی۔ دل میں ٹھکان لی۔ قریب تھا۔ کہ وہ لہفہا رحیمیہ نکل پڑے اور عظیم مقام پر موجد ہو جائے۔ کیونکہ جناب امیرؓ نے قسم شریؓ کھائی تھی کہ اگر ایسا ہوا تو عمرؓ کی گردن مار دوں گا۔ بلکہ ایسا کرنے سے پہلے اُسے زندہ نہ چھوڑ دوں گا۔ آخر کچھ لوگ درمیان میں پڑے اور عمرؓ خوش پوری نہ ہونے دی۔ یہاں صبر و سکوت و تفریق کی وصیت مختصرہ حضرات شیعہ کیوں فراموش کر بیٹھے۔

فدک جس کے غصہ کا شیوہ میں نام پر ہے اس کی نسبت بھی آپؐ کا اس اللہ علیہ السلام ملاحظہ فرمائیے۔ صاحب آیات بنیات لکھتے ہیں۔ کہ جب فدک سے ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے کارندے کو موقوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ اشجیہ کو مقرر کیا۔ اس شخص نے رعایا کو سنایا اور وہ حضرت امیرؓ کے پاس فریاد لائے حضرت امیرؓ کو ایسا غصہ آیا کہ وہ چند عزیزوں اور ہمراہیوں کے

وہاں گئے۔ اور اس کو بلا کر قتل کر دیا۔ اور خالد بن ولید سے ایسی گفتگو کی کہ اُن کے بدن پر لرزہ آ گیا۔ اور اُنہوں نے منت سماجت کر کے پیچھا چھوڑا یا۔ اس موقع پر آپ نے نہ خلیفہ وقت کا خیال کیا۔ نہ خالد سے جنگ ہونے کا اندیشہ کیا بلکہ اپنا ہاشمی و دبہ اور قریشی جوش اور حیدری سلطوت اور اسد اللہی سہیت ایسی دکھائی کہ نہ صرف خالد بلکہ ابوبکر و عمر بھی دم بخود ہو گئے۔

ان واقعات کو حافظ فرمائیے۔ کیا نکاح ام کلثوم کا معاملہ حضرت عباس کے پر مالہ اہل ذک کی تکاثیت سے بھی بے دخل ہو گیا جس کو جناب امیر نے اس میر و معل یا لا پر وہابی کے ساتھ برداشت کر لیا۔ غرض اہل بصیرت پر روایات سابقہ سے تردید ام کلثوم کے متعلق علمائے شیعہ کے ہرزہ سرائیوں کی حقیقت افصح ہو گئی محتاج بیان نہیں ہے۔ ایک اور تعجب خیز یہ ہے کہ جب اخراج نش فاطمی پر جناب امیر کو استعد جوش آیا۔ پھر کیا وجہ کہ رہائے نہوات امامیہ جیسا کہ اتوال مجلسی سے ہو یا ہو چکا کہ جس وقت حضرت سیدہ کی پسلیاں ٹوٹی گئیں استغاثہ محسن تھا۔ اُس وقت جناب امیر کو کچھ غیرت نہ آئی۔ اور ایدائے حضرت سیدہ کچھ کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ اور ہمنان اہل بیت پر اظہارِ ہمسائی تک نہ فرمایا جو جیسے کہ فتاویٰ و مقامات کی نوبت آئی۔ اور حضرت سیدہ کی شرعاً سے محافظت فرماتے۔ بقول مجلسی کما مرارث فاطمی ”مانہ جنیں دم پر نہ نہیں شدی“ کا اثر جناب امیر پر کیا بعد وفات حضرت سیدہ تھا۔ اور

آپ میں شجاعت اور غیرت آگئی۔ غرض جب موقع اس قسم کی روایات ایجاد کرنے سے شیعوں کے دین و دینیت کا راز اہل بصیرت پر بالکل فاش ہو گیا۔ جس کے مزید بیان کی کچھ طا نہیں اہل بصیرت الخ۔ اور اس قسم کی روایات کی حقیقت بخوبی پہچان گئے۔ کہ حضرت خلفاء ثلاثہ رض کے ایک بنائے شیعوں کو اس قسم کے خرافات اہل بیت کی ابروریزی میں اختراع کرنے پر مجبور کر دیا۔ ورنہ اصحاب کرام کی اصلی حالت تو وہی تھی جس کی حق بجانبانہ اکتیہ کریمہ والذین معہ الشداع علی الکفار حصار میں ہم۔ اور نیز اکتیہ کریمہ اذلت علی المؤمنین اعق علی الکافرین۔ و دیگر آیات قرآن میں شہادت دیتا ہے جس کی تصدیق کے بعد اہل ایمان کو خرافات و روایات و خراف کو بے اصل و ایجاد ماننی و عناد سمجھنے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ فاعلموا یا اولی الابصار۔

سبحان اللہ حضرات شیعہ نے کیا خوب دلائل ہلبیت کا حق ادا کیا۔ اور کیسی دوستی اہلبیت اطہار کے ساتھ خرچ کی کہ اُن کی عزت و حرمت کو بھی خیال نہ فرمایا۔ اور کیسے کیسے غیبت الفاظ اہلبیت رسالت کی نسبت استعمال کئے۔ کہ خارجوں۔ ناجیوں۔ کو بھی مات کر دیا۔ خدا نے تعالیٰ دشمن دوستی کے شر سے محفوظ رکھے۔ اہلبیت اطہار کی عزت و اکبر کو تقیہ کی آڑ میں کھویا۔ اور دوستی کے پیرایہ میں جو کچھ اعداء اہلبیت خدام اللہ کو کہنا اور کرنا تھا خود کر دکھایا۔

گردائے امیر دین ہمیت : راست قرا کہ باز دشمن کیت

کیسی تھی تھی پیاری پیاری جانیں ہدف اعداء نہیں ادا پانے باوجود وجوب تقیہ اس کی کوئی پروا نہ فرمائی۔

اور صاحب ظلمت گفرنے ترک تقیہ کا جو عذر کیا ہے وہ

”عذر گناہ بدر از گناہ“ کا مصداق ہے۔ معلوم نہیں اگر آپ

ازراہ تقیہ یزیدی بیعت کر کے میدانِ کرلا سے واپس چلے

آتے۔ اور دینہ آ کر حقیقت حال ظاہر فرماتے۔ تو اس سے

دین کو کیا نقصان پہنچتا۔ اور یزیدوں کو کون سی سائنیفیکیشن

جاتی۔ بیعت مرتضوی سے جب خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کا حق

سودا نہ ثابت ہوا۔ حالانکہ آپ عمر مہر ان کے ہم پایہ دہم نالہ ہے

ان کے عطایا و سبایا کیا کئے۔ آگے پیچھے ان کی تفریقیں کرنے

ہے۔ تو امام حسینؑ کی ایک اتنی بیعت سے یزید کا مستحقِ خلافت

ہر ناکب ثابت ہو جاتا۔ کیا لا یمحق علی اولی النبیؐ

اس کے ساتھ اگر یہ ملاحظہ فرمائے کہ امام حسینؑ نے تقیہ جو

کر اور اپنا اور بیبیوں کا سر کٹا کر اس کے عوض جو مصیبت

خریدی ہے۔ وہ قابلِ معافی بھی ہے۔ تو عقائدِ امامیہ دیکھنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے آپ کا یہ جرم قابلِ بخشائش

نہیں ہے۔ اس کی بخشائش کیسے نہ ماں باپ کی سفارش کام

آ سکتی ہے۔ اور نہ بھائی نانے کی سفارش کی دال گل سکتی ہے

اب معلوم ہو چکا ہے امام حسینؑ کو کیا جگہ پڑے گا غنی اللہ

درضی اللہ۔ علامہ مجلسی صراطِ النجاة میں لکھتے ہیں۔ اما لا ینک

ہرگز امر زیدہ نمیشود نہ بتفضل الہی نہ بشفاعت شفاعت

وامید نجات دماں نیست است کہ بدعت و اختراع دین

اب سید الشہداء رحمہ کا حال سو۔ کہ آپ بموجب عقائدِ امامیہ اس مرتضیٰ اور کٹ مرنے پر بھی نقصانِ مایہ ثنوت نہایت کے سوا اور کچھ ساتھ نہ لے گئے۔ اور عمر بھر کی ساری عصمت مرتے دم تبدیل بحصیت ہو کر خاک میں مل گئی۔

باز فرجی صراطِ النجاة کے باب عقائدِ امامیہ میں لکھتے ہیں

”گوئید اگر امام مغلوب و مقہور ہو تقیہ ممکنہ و ردے واجب

است و پچھیں ہوشان نیز مرگاہ خوف تلف نفس و مال باعرض باشد

تقیہ میکنند بخلایف معتزلہ و اہل سنت و خوارج و حشورہ و قوا

کہ تقیہ را جائز نمیدانند“ نیز اس کتاب کے بحث کبار میں لکھتے

ہیں۔ یا ائمہ در بلاد مخالف و کفر تقیہ کنند و اور اکثرا یا باقت

قتل کے شود در بلاد تقیہ“۔ اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ

حضرت سید الشہداء و چند گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوئے۔

۱) آپ پر اپنی جان بچانے کے لئے تقیہ واجب تھا۔ وہ نہ کیا۔

۲) اپنی آبرو بچانے کے لئے تقیہ واجب تھا وہ نہ کیا۔

۳) مسلمانوں کی جان و آبرو بچانے کے لئے تقیہ واجب تھا وہ نہ کیا۔

۴) اگر آپ کے تمام ساتھیوں کو خیال کچھ کہ فردا فردا

ہر ایک کے حفظ جان و مال و آبرو کیلئے آپ پر تقیہ واجب

تھا۔ اور آپ نے بے کور کر کیا۔ تو سیکڑوں کبار کے ارتکاب

کی نوبت پہنچتی ہے۔ فغزوہ باند من ذالک

کیا اتنی کبیرہ مصیبتوں پر بھی شیے دوسری عصمت ثابت

نہیں ہے۔ مگر تکیہ کبار ہی کو وہ معصوم کہتے ہیں۔ تو :-

لا مشاہدۃ فی الاصطلاح، اس کے تقیہ نہ کرنے سے

احداث مذہب تازہ و فتویٰ مباحی درین خداوند و منکر
باشد بیک مسئلہ و یک نوع از ادا و نواہی را و جزئی از
ضروریات از اصول و فروع و حلال و حرام را انکار کند و
اطاعت ائمہ نہ نموده باشد در اموری و فروعی از منکر و
فرائض و فاضل و مسائل۔ انتہی مختصر۔ اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ آپ نے فقط ایک تفسیر کو نہیں چھوڑا بلکہ جید قسم کے جرائم
کے مرتکب ہوئے۔

۱) تفسیر کو چھوڑ کر احداث بدعت کیا۔

۲) نواہی کا ارتکاب کیا۔

اور ابرو بچالے۔ اور ان گناہوں کی جگہ اس کو ثواب ملے گا۔
پھر محض خلاف عقل بات ہے کہ تفسیر جائز ہوتے ہوئے امام
مظلوم سینکڑوں وبال اپنے سر لیں۔ اور سینکڑوں ثواب سے
محروم رہیں۔ حاشا جنابہم من ذالک۔

ان برہن قاطعہ سے کمال و ضرور ثابت ہو گیا۔ کہ اگر جناب
مفتضوی پر فی الحقیقت تفسیر واجب تھا۔ تو امام حین بھی بار
تفسیر سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور بموجب قطعیت شیعہ
حضرات شیعہ آپ ترک تفسیر میں کبھی ہند و نہیں سمجھے جاسکتے۔
فاحفظ هذا المقالة لعلک لا تنجد هانی غیو
هذا العجالة۔

لے اگرچہ وہ روایات جن میں جناب امیر کو خلفاء کیساتھ بارہا مقابلہ و
مقابلہ کرنا بیان کیا گیا ہے صریح دال ہیں کہ آپ پر بھی تفسیر واجب
تھا۔ ورنہ واجب کو چھوڑ کر برگزگنہ گار نہ ہتے اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ جناب امیر کو خلفاء کیساتھ مقابلہ و مقابلہ کرنے میں بھی شریعت
کی مجبوری نہیں تھی۔ ۱۲ منہ۔

اس فراموشی اور مسائل میں امیر المؤمنین کی اطاعت نہیں کی۔
ورنہ تفسیر کیوں چھوڑتے۔ یہی نہیں کہ آپ تفسیر چھوڑ کر گنہگار
ہوئے بلکہ ثواب سے بھی محروم ہے۔ مجلسی صراط النجاة میں
لکھتے ہیں۔ امامنا ہائیکہ معفوند و مواخذہ در قیامت ندارد۔
بلکہ ثواب ہم خوانند داشت در دفع گفتن و انکار کردن و
کتمان شہادت نمودن است از برائے حفظ مال و خون و عیو
مسلمانان در بخیر موافق شرع باشند و حفظ آہا واجب باشند
و تفسیر در بلاد کفر و مخالفین ترک معیت شدن اگرچہ ہمہ رت
بخند و رسول و غور دن شراب و غیرہ و ترک عبادت و سوغات
قرآن باشند الا در خون کہ تفسیر در آن بنی بایز کند ہر گاہ بایز کہ
نفس مومن مجزے را باشند خود بایز شتہ شود و کسے را بخند۔
دیکھئے کہ تفسیر ثوابوں سے محروم ہے۔ اپنی جان بچانے کو چھوٹی
بیعت نہ کی۔ اپنا مال بچانے کو چھوٹ نہ بولے۔ اپنی ابرو کی

اور صاحب ظلمات کفری پیشال کہ شراب نوشی کو بیٹے بچھا میں گئے نہ مانے گا۔ تو نکال دینے کی کوشش کریں گے۔ اس پر بھی اگر ناکامی ہوگی۔ تو سکوت کریں گے۔ جناب امیر سلطان نہیں ہو سکتی کچھ آپ کو حسب روایات شیعہ بموجب وصیت مصطفوی خلفاء ثلاثہ کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ پس بموجب اس تقریر کے جناب امیر پر اور دو اعتراض وارد ہوئے ایک مخالفت وصیت کا، دوسرا خلفائے ثلاثہ کے مقابل میں آپ کا عاجز آجانا۔ جو آپ کی اسدیت منافی اور آپ کی شیعہ شجاعت کے مخالف ہے مگر جس قوم کے نزدیک شیر زکی اتنی ہی حقیقت ہو کہ اس کی گردن میں رستی پڑی ہو۔ اور دو ہی شخص بصد ذلت و خوری اس کو کھینچنے گھسیٹنے لے جاتے ہوں۔ اور اس کو چون و چرا و نقل و حرکت کی قدرت نہ ہو وہ اگر اس اعتراض کو بجا تسلیم کر لیں تو کچھ بعید نہیں۔ چنانچہ حمید ری کے یہ اشعار ہیں۔

بست عمرو و یک ریسماں دیگر در کف خالد سپہاں
نگسند در گردن شیر زہ کشیدند اورا بر بوکر

مگر مخالفت وصیت کا اعتراض بجائے خود باقی رہ جاتا ہے۔ البتہ جب امام مظلوم آرکاب کہا پڑ بھی محصور باقی ہے۔ تو مخالفت وصیت جناب امیر کے حق میں کب منافی عصمت سمجھی جاسکتی ہے۔ جب خدا و رسول کے احکام کی شیعوں کے نزدیک اتنی ہی وقعت ہے۔ کہ اس کی مخالفت پر بھی عصمت ہاتھ سے نہیں جاتی۔ تو پھر اعتراض ہی کیا باقی رہ۔ غرض شیعوں نے جناب امیر

کو کچھ ایسے شکنجے میں کس رکھا ہے۔ کہ کوئی صورت آپ کی براءت کی نہیں نکلتی۔ اور بظاہر جو صورت براءت کی جہان کی جاتی ہے۔ درپردہ اس سے اپنے اعتراضات کی تکمیل مراد ہوتی ہے۔ تفہم بریں دلا۔ اب متقدمین شیعہ کے کلام بھی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ حضرات اس شبہ کا کیا جواب دیتے ہیں۔ علم الہکند فرماتے ہیں۔ وکیف یکون الخوف من مظهر الفسق و الخلاعة ولا شبهة فی ان امامتہ صلیک غلبہ فاند لا شرط من شرائط الامامتہ فیہ کالخوف من مقدم معظم جمیل الظاہر یری اکثر الامم ان الامامہ دونہ وانھا دق سنازلہ وما الجمع بین الامرین الا کالجامع بین الصندین۔ اور فتح السبل محقق حبیلانی کے الفاظ ہیں کہ سبب دیگر تقویت حسن ظن مردم بجا قد بن بیت آن شد کہ انہا نفوس خود را از اموال بازداشتند و شیوہ زہر در دنیا پیش گرفتند و رغبت بدنیاد و زینت آن را ترک کردند و قناعت بقبیل اکل فشن و لباس کر باس ملک خود ساختند و حالیکہ اموال برائے ایشان حاصل و دنیا رورودہ بود۔ دکان رامیان قوم قسمت میکردند۔ و خود را بان اصلا اودہ نئے گرفتند۔ پس دلہائے مرم بایشان مائل شد و ایشان را دوست داشتند و ظنون دم بایشان نیک شد و ہر کس را کہ در بارہ ایشان شہرہ خاطر کرد۔ یا تو قلعہ داشت یا خود گفت کہ اگر ایشان ہوائے نفس مخالفت نص پیغمبر کردہ بودند۔ بایست اہل دنیا یا باشند

بزرگ اموال و لذات نکلند۔ تاہر ان دنیا و آخرت ہر دو بجائے
ایساں نباشد۔ و اینہا اہل عقل و رائے صحیح اندھکونہ خسران دنیا
و عقبی ہر دو را پسندیدہ باشند پس فعل ایساں صحیح است و کہے
شکے و اصلاح ایساں باقی نہ زد و اعتقاد بولایت ایساں
کرد و افعال ایساں پسندیدہ مانتی بلفظ۔ (امیت بنیات)
علم الہدیٰ کی اس تحقیق سے خلفائے راشدین کا کمال اور ان کا
صدق و اخلاص و ایمان کامل و اتباع شریعت و حسن سیرت جس طرح
 واضح ہوتا ہے بچھوٹے (امتنیاء و تعریف یا صنادید) کا
 محتاج بیان نہیں اور اس وقت کے مسلمانوں میں جس درجہ آج ضر
 کا معظم و محترم نہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کی توضیح کی حاجت نہیں
 اب اسی کو خیال کیجئے کہ زید اور خلفائے ثلاثہ کو علم الہدیٰ
 ضدید قرار دیتے ہیں خلفائے ثلاثہ میں اگر اصلاح و تقویٰ دُنیا
 سے بے لوثی۔ و سیداری نصقت شکاری۔ اسلام کی خدمت
 گذاری عیاں تھی۔ تو زید کا فتنہ و فحور اُس کی بے دینی دُنیا طلبی
 ستم گاری و جفا شکاری و تملیح بیان نہ تھی۔ اب ان دونوں کی
 باطنی حالت کو خیال کرتے ہیں۔ تو اہل تجربہ کا مقولہ "الاعمال
 بترشحہ بمافیہ و از کوزہ ہماں تراود کہ در دست" یاد
 آتا ہے۔

۱۔ اس تقریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا خیال لوگوں کو جناب مصلیٰ کے وقت پیدا ہوا جس امت ابن سبائے کے طفیل نصیص
 خلافت برافصل و روایات مطاعن خلفائے ثلاثہ نہ ایجاد ہوئیں۔ اور اس وقت جن سیدم الطبع لوگوں کو روایات ابن سبائی کی خبر ہوئی۔
 انہوں نے اس کی تردید و تکذیب ان دلائل و اقدیہ سے کی اور ثبات مشککین کا ازالہ فرمایا۔ ۱۲ منہ۔

خلفائے راشدین کی صلاحیت و تقدس ظاہری کو تسلیم کرنے کے بعد غصبِ خلافت وغیرہ سلسلے انتہا کی تحقیق کھل جاتی ہے غصبِ خلافت کے بعد ان حضرات کے فق ظاہر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے حالانکہ بظاہر کسی نوع کا فقدان میں نہ پائے جانے کے خود حضرت علم الہی اعتراف ہیں۔ اگر فی الحقیقت امامت جناب امیر کا حق ہوتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر نہ مار کے مجھے میں آپ کو اپنا جانشین بناتے ہوئے۔ تو صحابہ کرام حضرات شیخین کو درباب خلافت ہرگز حق بجانب نہ سمجھتے اور خاصہ خلافت ہونے کے بعد کبھی انکو مقتدرے دین کی جائز جانشین حضرت سید الاولین والآخرین صلعم نہ جلتے۔ گو ان میں ایک خوبیاں ہوتیں۔ مگر صریح نص کے مقابل میں علیہ فضل و کمال سچ تھے بلکہ بروقت غصبِ شیخین کے ساتھ مزاحمت اور جناب مرتضوی کی حمایت فرماتے۔ اب محقق جیلانی کے کلام میں جو امور قابلِ غور و توجہ ہیں یہ ہیں کہ خلفائے ثلاثہ سے ابھی قطع نظر کیجئے پہلے اس کو دیکھئے کہ اس وقت عملاً صحابہ کرام کس حال میں تھے۔ یا فی الحقیقت وہ سلسلے کے سارے حقیقی اسلام سے خوف اور کراہت اٹک، تین در استبازی سے عاری تھے یا نہیں محقق کی تفسیر سے واضح ہو گیا۔ کہ صحابہ کرام میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اسلام کا فدائی اور حق کا جویاں نہ ہو۔ اسی لئے جب عامہ صحابہ کی بیعت صدیقی اور ان کے اتباع کے بعد حقیقت خلافت صدیقی میں چون و چرا کی گنجائش نہ رہی تو اس سے انکار کی محقق کو بجز اس کے اور کوئی صورت نظر نہ آئی۔ کہ صحابہ کو خلفاء کی صلاحیت نہ

زندہ ظاہری سے ان کی حقانیت اور واقعی استحقاق کا شبہ ہو جانا بیان کرے۔ مگر محقق نے اتنا خیال نہیں کیا۔ کہ خلفاء میں باوجود حصولِ دنیا، دنیا سے بے لوثی اور اعراض کی کیفیت جس سے صحابہ کو اشتباہ ہو گیا۔ ان کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوئی۔ بروقت عقدِ بیعت و اتفاق خلافت صدیقی نہ ہوئی ان کے پاس تھی نہ اظہارِ بے لوثی و زہد ان کو موقع ملا تھا اس وقت صحابہ نے کیے ان کی بیعت کر لیا۔ اور ان کو خلیفہ برحق تسلیم کر لیا۔ غرض بیعت صحابہ کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ صحابہ کرام جس سیرت شیخین اور ان کے مراتب و مناقب جلیلہ کو بارت و بنوی تسلیم کر چکے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب امیر کے لئے فی الحقیقت نفسِ خلافت بلا فصل تھی یا نہیں۔ اور تھی تو ایسی ہی ظاہر ہے تھی جس طرح علمائے نہایت طول و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور اس کو مدہی یقینی و متواتر سمجھتے ہیں یا نہیں محقق کی تفسیر سے اس کا نصفہ بھی ہو گیا۔ اور واضح ہو گیا کہ ان نصوں کا اس وقت کوئی وجود نہیں تھا۔ بعد میں ابنِ سبا کی طغیان اس قسم کے نصوں میں شیعوں کو نصیب ہوئے۔ ورنہ صحابہ کو ایسے نص جلی کے مقابل میں اس قسم کے استدلال کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب صحابہ کرام نے شیخین کی اصابت رائے و وسالت عقل سے ان کے خلیفہ بننے کو صحیح و جائز تصور کیا۔ تو بلا شبہ سچا سچا پیچیدہ تجربہ بات سیرتِ شیخین و مقتبس از ہدایات حضور ہوئی ہوگی۔ چنانچہ خود جناب امیر سے بھی شبہ

(لکھا مرقی صدر الکتاب) ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 شیخین کی سائے پر کسی کی سائے کو ترجیح نہ دیا کرتے تھے غیر جناب امیر
 کے ارشاد کو تو شیخے تفتیح کی سچ لگا کر مال دیا کرتے ہیں مگر عامہ
 صحابہ کو تفتیح کے قائل نہ تھے۔ پھر ان کے اقوال و افعال کا کیا
 جواب ہو گا۔ حضرت علم الہدیٰ نے بھی جیت صحابہ کو
 تفتیح پر محمول نہیں کیا۔ بعدہ احتمال تفتیح کی یہاں گنجائش ہے نہ نہیں
 صحابہ کے مقابل میں جیسے شیخین یا ان کے محدودہ چند علما
 و انصار کا کیا بس چل سکتا تھا۔ کہ ان کو تفتیح کی ضرورت پڑتی۔
 غرض یہ بیانات صدر حضرت شیخین کی جلال شان کی نسبت یہی
 کہنا پڑتا ہے۔ الفصل ما شہدت بعد اعداء۔
 محض حصص الحق و ذوق الباطل ان الباطل کان ذوقاً
 تنہیم فایہ کے لئے ایک روایت کا نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا
 ہے جس سے صحابہ کرام کی جلال شان اور ان کا حب اہل بیت ہونا
 معلوم ہوتا ہے۔ مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں: ابن بابویہ
 بندہ حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب
 رسول خدا دوازہ ہزار ہوؤں۔ ویکے از ایشان قرعے نہ ہوؤں
 کہ بجز قاش باشند و مچی ہوؤں کہ گوئید ایمان ہو کہس بیک قسم است
 حوری ہوؤں کہ امیر المومنین علی را ناسزا گوئید۔ و مختبری ہوؤں
 کہ گوئید خدا را و عمل بندہ سچ و فعل نیت و در دین خدا برائے
 خود سخن نئے گفتند کہ خداوند را جوہائے مارا قبض کن پیش از آنکہ
 جز شہادت حضرت امام بشنوم "صاحب شہقی الکلام لکھتے
 ہیں۔" درین مقام بر روایت شیخ صدوق در کتاب خصال

ترجمہ اس بلفظ باقر مجلسی علی نقیہ اکابر ہم انتقامی نمایم (بقدر
 اصل حدیث) یعنی اصحاب رسول خدا دوازدہ ہزار نفر ہوؤں۔
 ہشت ہزار نفر از مدینہ و دہ ہزار نفر از مکہ و دو ہزار نفر را
 کردہ و ازاد کردہ ویکے از ایشان قدری ہوؤں کہ بجز قاش
 باشند و مچی ہوؤں کہ گوئید ایمان ہو کہس بیک قسم است و مختبری
 ہوؤں کہ امیر المومنین علی را ناسزا گوئید و مختبری ہوؤں
 کہ گوئید خدا را و عمل بندہ سچ و فعل نیت و در دین خدا
 برائے خود سخن نئے گفتند و در شب و روز گریہ میکرند و
 گفتند خداوند اقبض کن روحائے مارا پیش از آنکہ آن سیدہ
 بخیریم و در بعضے از روایات بجائے خوردن نان میدہ اہتمام
 خبر دادہ کہ بلا مرویت۔ کما لا یخفی علی من طالع الجار الحلیہ۔
 اعوان و انصار و تفسوی کی اتنی کثرت پر بھی کیا حضرات
 شیعہ جناب امیر کی کمزوری و کس پر سی کا راگ گائیں گے اور
 غضب لاف۔ شیوع بدعات۔ غضب فدک۔ تحریف
 قرآن۔ غضب ام کلثوم وغیرہ معاملات میں آپ کی مجبوری
 و کمزوری کی بنا پر آپ کو تائید دین و حفظ انوس سے منع
 بتائیں گے۔ ابن بابویہ وغیرہ کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا
 کہ مذہب اہلسنت مذہب صحابہ کرام کے مطابق اور اہل
 بیت عظام کے موافق ہے۔ اللهم ارزقنا محبتهم
 و احشرونا معهم بجاہم رضی اللہ عنہم۔
 اب دومیں باتیں ہیں۔ یا تو مسلمان خلفاء و اصحاب کرام
 کو ایجاد ملاحدہ و دجاہہ بتائیں و ہذا ہول الخ لا یرید

یہ کہیں کہ جناب امیر کو نہ دین متین کی بربادی کی کوئی پرواہ تھی نہ اپنے ننگ و ناموس کا کچھ خیال تھا۔ خود باللہ من ذالک۔

تین

یہ بیانات صدر واضح ہو چکا کہ جس اعتراض کا جواب علم الہدے نے دیا ہے۔ اسی کا جواب صاحب ظلمت کفر نے بھی دیا ہے۔ مگر دونوں جوابوں میں جس قدر تفاوت اور تضاد ہے اہل فہم و بصیرت پر تحقیق نہیں۔ اب صاحب ظلمت کفر کو اختیار ہے اپنے جواب کو صحیح کہیں۔ اور حضرت علم الہدے کو علم الضلالہ کا خطاب دین اور محقق جیلانی کیلئے بھی کوئی خطاب تجویز کریں۔ یا جو چاہیں بنائیں۔ مگر ناظرین پر حضرات شیعہ کی بے باکی و چالاکی بخوبی واضح ہو گئی۔ کہ ایک صاحب جب ایک طرف جملہ صحابہ کو بیعت صدیقی پر متفق پاتے ہیں اور اس کے ساتھ ان بیعت کنندگان کو بھی اپنی روایات منہ

خلافت یا ترجیح حسب کمال و نیداری خلافت سے ہرگز محروم نہ رکھتے۔ قندبر۔ فائدہ بالتدبر (اجدر) مگر دوسرے صاحب جب اس جواب میں یہ کسر دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے جواب عامہ صحابہ کے ایمان کمال و خلاص و تدین و محب المہبت ہونے کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اولاً ان اعران و انصار المہبت کی آڑ میں خلفاء کے مظالم و نصب حقوق المہبت کی جس قدر کہانیاں تصنیف ہوئی ہیں۔ وہ بیکار ہوتی جاتی ہیں۔ اور جناب امیر کی مخدوری کا حلیہ حل نہیں سکتا۔ تو بعد صحابہ کو دو چار کے سوا دین و ایمان سے غاری اور زمین المہبت بناتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں ہے

ہر کہ لفت افگند بہر منیر
ہم برویش فشد لفت تحقیر

جس قدر صحابہ کرام کی بے دینی و بے ایمانی کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان ہی لعینین کے زبان و قلم سے ان کی بے ایمانیوں کا راز کھول دیتا ہے۔ قیامت میں تو ان کی زبان و قلم کی شہادت ان کی رسوائیوں کا باعث ہی ہوگی۔ دنیا میں بھی جو بھانڈے ان کے ہی زبان و قلم کو ان کے عقائد باطلہ کے ابطال کے لئے شاہد عدل بنا دیا ہے۔

لے حضرات شیعہ! اب بھی بعض اصحابے سلامت تاب صلعم سے لقمہ توہ کر دو۔ اور احکام الحاکمین کے سامنے بچھ اؤ کہیں و آخرین میں رسوائی سے ڈرو، دنیا چند روز ہے

یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ غلامائے ثلاثہ خصوصاً حضرت صدیق میں و نیداری و ظاہری تقدس بھی جناب امیر سے بدرجہا زیادہ تھا۔ و نہ صحابہ جناب امیر کو باوجود نص

آخر عالم الغیب و الشہادہ کو منہ دکھانا ہے۔
بر رسولان بلاغ باشد و بس

اب بطلان تفتیہ کے دلائل قطعہ سنو۔

۱، ان الذين توفيتهم الملائكة ظالمى النفس لهم
فمكنتهم قالوا كئنا مستضعفين في الارض قالوا
انتم كنتم ارحم الله واسعة فتمها جرحا فيها
فاولئك ما واهم جهنم وساءت مصيرا
الا المستضعفين من الرجال والنساء وال

اولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون
سبيلا فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم
وكان الله عفوا غفورا (قرآن حکیم) یعنی جو لوگ

دار کفر و دار الخلاف سے ہجرت نہیں کرتے۔ اور وہیں رہ کر
مرنے لگتے ہیں تو فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ خدا کی زمین تو
وسیع تھی ہجرت نہ کیوں نہیں اعداؤ دین کے ملک کو چھوڑا
اور ایسی جگہ رہ کر احکام شرعیہ کی مخالفت کرتے ہے۔ تو وہ

کہیں گے ہم کم زور تھے۔ ہم میں اظہار دین کی طاقت نہیں تھی
فرشتے کہیں گے تمہارا عذر غلط ہے اور ایسے لوگوں کی
جگہ جہنم ہے۔ البتہ محذور وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ذریعہ

نکل بچانے کا نہ ہو اور وہ مخالفین کے پس میں ہوں۔ حسب
تفسیر صافی لکھتے ہیں: وفي الاشارة دلالة على وجوب
الحق من موضع لا يتمكن الرجل فيه من اقامته
دينه۔ یعنی اس آیت سے ہجرت نہ کرنا واجب نہ نکلتا ہے۔

جہاں آدمی اقامت دین پر قادر نہ ہو خواہ وہ دار الکفر
ہو یا دار الخلاف۔

اب فرمائیے۔ باوجود فرجیت کفار مکہ، مکہ سے تو مسلمانوں
کو ہجرت کا موقع مل گیا۔ جناب امیر کو ایسی کیا مجبوری پڑی

تھی۔ کہ اپنے دین کی ساری بربادی پر بھی ہجرت کا قصد
نہیں کیا۔ اور ایسی بد دینی کی جگہ میں ایسی بے دینی کے
ساتھ مقیم ہے۔ غرض جناب امیر کو ہجرت کے الزام سے

بچانے کی ہر اس کے کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ خلافت
ثلثہ کو راشدہ کہا جائے ورنہ تفتیہ کا حیلہ کچھ مفید
نہیں ترک ہجرت کا الزام بجائے خود قائم رہ جاتا ہے۔

خدا کے یہاں یہ عذر بھی ہرگز مسموع نہیں۔ کہ ہجرت کی
صورت میں حصول خلافت کی ساری امیدیں بالکل
منقطع ہو جاتی ہیں۔ دین کی بربادی کے مقابل میں وہاں
ایسے اعذار بارودہ کی ہرگز دشوائی نہیں۔ اتنے دن جو

آپ کو خلافت نہ ملی تو اسلام کا کیا بگڑا۔ کہ آئندہ
بگڑتا۔ مگر شاید کوئی شیعہ ترک ہجرت کی یہ وجہ بیان کرے۔
کہ فرشتوں کا دائرہ گیر تو مرنے کے وقت ہوگا۔ اور

جناب امیر کو معلوم تھا کہ ان کا عرق کونہ ہوگا نہ دینہ۔ اگرچہ
یہ عقیدہ خود مائذ سری نفیس باہمی ارمن موت ہے
کہ خلافت ہے۔ مگر اس عذر سے ترک ہجرت کا الزام رفع
نہیں ہوتا۔ اور کیا عجب کہ فرشتوں کو ایک اور اعتراض نزدیک
موقوف ملا ہو۔ کہ خلفاء جو کہ زمانہ میں تو تم نے ہجرت نہ کی۔

اور اپنا دار و دورہ ہوا تو مدینہ الرسول وجہ نبوی کو چھوڑ
 بیٹھے۔ علاوہ اس کے فرشتوں کا اعتراض اور ان کی تنبیہ
 تو ترک ہجرت پر ہوئی۔ اور آیت سے بھی بوقت عدم اقامت
 دین وجوب ہجرت کا ثبوت ہوتا ہے۔ کما صرح بلہ فی
 النصابی تو مدینہ میں نہ مرنے سے ترک وجوب کے گناہ سے
 کہیں بچ سکتے ہیں :-

(۲) اور سنئے۔ اگر سدا اللہ خلفاء ثلاثہ و دیگر مہاجرین و
 انصار رضی اللہ عنہم بقول روافض مترد یا اہل نفاق تھے
 اور ان کے کامل ایمان و خالص و صادق اسلام کے ثبوت
 میں حق سبحانہ کی یہ تین شہادت والذین آمنوا و

ہا جہرا و جاہدا فی سبیل اللہ والذین اؤوا و
 لضرنا اولئک ہم المؤمنون حقاً ہم مخفی و
 رزق کریم۔ کافی دانی نہیں۔ تو جناب امیر کو اذرا و لقیہ ان
 کا اتباع بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ کیا جس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو
 جسک منہ جہاد الکفار و المنافقین و اغلظ
 علیہم۔ کیا اس کے نائب کو منافقین کے مقابلہ میں
 جہاد کی جگہ تقیہ و غلط کی جگہ ممانعت جائز ہو سکتی ہے۔
 (۳) اور لو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ فلذا لک فائی
 و استنقم کما امرت و لا تتبع اھواءہم یعنی
 اے میرے پیارے رسول دین حق کی طرف لوگوں کو بھی بلاؤ

اور جس طرح حکم ہے تم بھی اس پر قائم رہو اور اعداء دین کے
 امہانہ کے تابع نہ بن جاؤ۔ اس آیت میں حق حق تھے انے

تین حکم دیئے۔ ۱۔ لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤ۔ (۲) فقط
 دوسروں کی ہدایت پر جس وقت ترک۔ خود بھی اس پر قائم رہو۔
 (۳) کسی خلاف حق بات میں مخالفین اسلام کا اتباع نہ کرنا
 اب بصورت جواز تقیہ جناب امیر نے آیتوں حکم کا خلاف
 کیا۔ ۱۔ نہ اعداء دین کو احکام حق کی ہدایت کی رہا نہ خود ان
 پر قائم تھے۔ اور کیا تو یہ کیا کہ خود بھی عوام دین و منافقین کے سر
 و علانیہ مداح بن گئے۔ اور ان کی ناجائز خواہشوں اور
 ناحق باتوں کی پیروی کرنے لگے۔

اہل عقل و انصاف! کہو۔ کیا ایسے ہی جان نشین نعم الخلف
 ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ ناخلفی اور کیا ہوگی۔ کہ اپنے بزرگوں
 کا طرز عمل کیدم بدل دینے اور ان کے ادا امر و نواہی کی کوئی پروا
 نہ کرے۔ اور بلکہ ان کے مساعی حسنہ کو خاک میں ملا دے۔
 نعوذ باللہ من ذالک

(۴) اور سنو! قال اللہ تعالیٰ۔ یا ایہا البنی انا
 ارسلناک شاہداً و بشیراً و نذیراً و
 داعیاً الی اللہ باذنہ و سر لجامنیراً و بفر
 المؤمنین بان لھم من اللہ فضلہ کبیراً و
 لا تطع الکفرین و المنافقین و دع اذا هم
 توکل علی اللہ و کتبہ باللہ و کتبہ۔ یعنی اے میرے
 نبی ہم نے آپ کو رسول یا ازال کتب و تبلیغ رسل کے لئے
 گواہی دینے والا اور پہلائی کی خوشخبری دینے والا برائیوں سے
 ڈرانے والا۔ خدا کی طرف بلائے والا ہدایت و اظہار حق و

باطل کیلئے دنیا کا روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ایمان والوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کے بڑے فضل کی خوش خبری دیجئے۔ اور کافروں و منافقوں کی اطاعت اور ان کی ایذا رسانی کی کوئی پرواہ نہ کیجئے۔ اور حق سبحانہ پر بھروسہ رکھئے۔ کار سازی کے لئے خدا ہی کافی ہے۔

ان آیات میں حق تعالیٰ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن باتوں کی ہدایت فرمائی ہے حضرت شعیبہ فرمائیں تو ان میں سے جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے بموجب عقائد شیعہ کسی ایک بات پر بھی عمل کیا۔ آپ نے کیا توبہ کیا کہ خلفائے ثلاثہ کی حقیقت خلافت کو چھپا کر کتمان شہادت فرمائی۔ مہاجرین و انصار جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضا و مغفرت و نعماء آخری و فضل کبیر کی خوش خبری دی تھی اور ان کو خیر امتہ فرمایا۔ کہا روی عن ابن عباس فی قولہ عن رجل کنتم خلیفۃ امتہ لاجتہاد للناس (الائیمہ) قال ہم اللذین ہاجرنا مع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المدینۃ جناب امیر نے ان کی تکفیر و تفسیق کی، دعوت الی الحق کے بدلے انھما حق فرمائی۔

اور تفتیکہ کی آڑ میں ہوائے نفس کو اپنی خواہشات باطل کے پورا کرنے کا موقع دیدیا۔ اور عام طور پر خلفائے ثلاثہ کی مناجات و مناقب جلیب سنا کر اور خفیہ طریقہ پر اپنے ہوا خواہوں کو ان کے جوہر ستم و ارتداد و نفاق بتا کر

سراج منیر کے بدلے یل مظلم بن گئے۔ اور خلق اللہ کو ایسی ظلمت میں ڈال گئے۔ کہ اقامۃ معشواء کی طرح لیلۃ البغیا میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ اور حق کی کوئی راہ مطاعن خلفاء کے مستحقین کو نہیں ملتی۔ حق و باطل کی تمیز جاتی رہی۔ اور باوجودیکہ ہر حکم حق تعالیٰ اعد دین میں اطاعت کفار و منافقین سے منع فرماتا رہا ہے۔ جناب امیر بموجب عقائد شیعہ حضرت شعیبہ خلفائے ثلاثہ رض و دیگر مہاجرین و انصار کی اطاعت فرماتے رہے۔ اگر خدا اللہ خلفائے ثلاثہ حسب مذہب شیعہ دغا کر دیں بدگویاں بد دین و مرتد و منافق تھے۔ تو بموجب آیات قرآنی آپ کو ہرگز ان کا ابتداء جائز نہ تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کی ایذا رسانیوں سے ڈرنے کی ممانعت کی گئی۔ اور خدا تعالیٰ شرعاً ادا کی نفاعت کا خود ذمہ دار بنا۔ چنانچہ آں جناب نے بموجب وعدۃ الہی بلا خوف و خطر تبلیغ حق فرمائی۔ اور کسی مخالف کو تاب نہ دینا نہ ہوا۔ اور حق سبحانہ نے بھی بموجب وعدۃ صادقہ آپ کی کمال حفاظت فرمائی۔ اور آپ کو شرعاً سے بچایا۔ اگر جناب امیر کو وعدۃ الہی پر ایمان کمال حاصل تھا۔ تو کیوں دشمنان دین سے ڈرے۔ اور ڈر کر ان کے تابع بنے۔ اور ٹھنڈے پیٹ دین حق کی بربادی دیکھتے رہے۔ واللہ یصلح من الاناس کے بھروسہ اور توکل علی اللہ و کفہ باللہ و کمالہ کے دثوق پرستیوں نہیں خلفائے ثلاثہ کے جوہر ستم کو روکا۔ اگر

ہر ایک بات میں جھوٹ کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔ پھر تبلیغ و ہدایت میں نقصان پڑیگا۔ بخلاف عام مسلمانوں کے کہ جب اصول دین ثابت ہو چکے اور احکام شرعی مستقر ہو گئے۔ تو کسی کی حق پوشی و خلاف حق برسنے سے اصل دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور ایک مسلمان کی جان بھی بچ جاتی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے جھوٹ بولنے میں غرض بخت انبیاء فوت ہو جاتی ہے۔ اور دوزخ میں فخر پڑتا ہے بس فرق ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ روایات شیعہ بھی مثبت دعا و عدم جواز تہیۃ للانبیاء ہیں۔ تفسیر صحیح البیان "طبرسی" میں ہے۔ علی ان الانبیاء لا یجوز علیہم الذل والذل لہم لیقصد وابہ غرض لا ضرر الا کمالات لا یجوز علیہم التمجیۃ فی الاخبار ولا التقیۃ لان ذالک یؤدی الی التشکیک فی اخبارہم۔ نیز "سی بی" ولا یجوزون احد الا اللہ ما کی تفسیر میں ہے۔ اسی لا ینجا فون من سوی اللہ فیما ینتقلی بالاداء والتبلیغ وفي هذا دلائل علی ان الانبیاء لا یجوز علیہم التقیۃ

ردو الفقار علی) اساس الاصول کے مقصد ثانی کے غرض ثانی میں ہے۔ "واستدلوا علی حجتہم (ای تقریر بان التقریر علی المنکر من البنی مستخرج، اعلم ان الامانہ لما قالوا حصصہ الا تمۃ ووجوب امتثالہم ووجوب التامی بہم فعندہم افعال الا تمۃ واقوالہم تقریرہم کا فعال البنی و اقوالہ و تقریرہ فی کونہا

حجتہ علی التفصیل المستور بلا تفاوت فی ذالک الا فی باب التقیۃ فان فعلہم و تقریرہم وقولہم وبما کان للتقیۃ بخلاف البنی اور شیعوں کے نزدیک امامت قالی نبوت بلکہ ہمہ نبوت ہے جس طرح انکار نبوت کفر ہے انکار امامت بھی کفر ہے۔ پس جو باتیں انبیاء علیہم السلام کو جائز نہ ہوئی ائمہ کو بھی جائز نہ ہوئی چنانچہ اصول کافی "کی روایت ہے۔ عن محمد بن مسلم سمعت ابا عبد اللہ یقول الا تمۃ بمنزلة رسول اللہ الا انہم یسوا بالنبیاء ولا یحیل لہم من النساء ما یحیل للبنی فاما خلد ذالک فہم بمنزلة رسول اللہ" (مطہرۃ الکرامہ) اس روایت سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کے احکام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ ائمہ کو چار نکاح سے زائد کی اجازت نہیں اس کے علاوہ تمامی احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ائمہ رضی اللہ عنہم برابر ہیں۔

غرض اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوتیں۔ ایک یہ کہ جس طرح ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تقیۃ جائز نہ تھا ائمہ کیسے بھی نہ ہوگا۔ دوسری یہ کہ جو حکم ان حضرت کو تھا اس کی تعمیل جناب امیر کو بھی لازم ہے۔ اور بموجب تقریر سابق آیات قرآنی سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا فرائض منصبی تھے۔ پس جناب

کافی کی گذشتہ روایات کے مطابق موسیٰ و وصی کے فراموشی ایک تھے۔

یہ بھی ایک عجیب راز ہے۔ کہ جب اس حضرت علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام کو منظم خلفاء ثلاثہ کی پوری خبر ملی اور جناب امیر کو آپ کی بے بسی کی وجہ سے زمانہ خلفاء میں بجز اس کے کہ دم بخود رہ کر خلفاء کے اہل میں اں ملایا کریں۔ اظہار حق کی اجازت نہیں۔ بلکہ دین کو چھپا کر رکھنے کی وصیت کی گئی تھی جس سے دین کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بلکہ جناب امیر کی حق پرستی اور خلفاء ثلاثہ کے خوب دین اعمال و احکام کی تعمیل کرتے رہنے سے غیر دین بن گیا۔ اور آپ ہی کی متجانہ حرکات و سکنات سے حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ پر استدلال ہونے لگا۔ تو ایسے مجبور و معذور شخص کو حق تعالیٰ نے خلافت مصطفویٰ کیلئے کیوں مخصوص فرمایا۔ اور اس میں کیا حکمت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے معذور و دہو شخص کو اپنا جانشین بنایا کہ جس کے بزدلانہ اور منافقانہ حرکات و سکنات کی وجہ سے مخالفین پر حجۃ اللہ بھی قائم نہیں ہوئی۔ کیا ہی مقصداً علی ہے۔ کیا اعلا و کلمۃ اللہ و نصرت دین متین کیلئے ایسا ہی شخص موزوں تھا۔ اور کیا ایسا ہی اہم بات ان امر جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ایسے شخص کی تحذیف سے جس سے نصرت دین کی جگہ

امیر کے بھی وہی ہوں گے۔ حالانکہ بحج اصول شیعہ آپ نے اُن میں سے ایک کی بھی تعمیل نہیں کی۔ بلکہ سب کو خیر باد کہہ دیا۔ اب دوسری باتیں ہیں۔ یا امامت تالی نبوت نہیں یا جناب امیر امام منصوص من اللہ نہیں اور یہ دونوں نقیض مذہب شیعہ ہیں۔ فحسبت المطلوب یا محسب السلوب والحمد للہ علی ذالک۔ اس تقریر سے صاحب اساس الاصول کا الاتنی باب التقریب الخ کہا میں غلط ہو گیا کیونکہ احتمال تفسیر سے ائمہ کے اقوال و افعال و تقریر کا حجت نہ بنا بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ اب اگر اس کو دیکھتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو پوری طرح بڑا اور ادا کر دیا تو اسی شرعی بنا پر لحاظ رکھا۔ جس کے علمائے شیعہ بھی مقررین علم الہدیٰ حضرت صدیق کو جس نظام منظم فرماتے ہیں کسما ربین منہم عمرانی کی عبارت بھی لکھی جا چکی ہے۔ وعن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الثلاثہ و بین موسیٰ فی اقامۃ حد و الدلۃ والحمل بمقتضی ادا امر و لواہیہ ظاہر ہے، تو ہمیں یہ کہنے کا اچھی موقع حاصل ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرات بلاشبہ خلیفہ رسول اللہ تھے اور ان کی خلافت فی الحقیقت نیابت رسول اللہ متقی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ جناب رسول اللہ تو اعلا و کلمۃ اللہ و اظہار حق قرائت میں اور آپ کے وصی مطلق و نائب برحق ناحق کو شکی و حق پرستی کو اپنا شیوہ و دستور العمل بنائیں۔ ان ہذا الشیء عجیب و حالانکہ اصول

بعد اُن کے ابتلع کی عنایت و توجہ سے یا موقع پا کر خود
حاکم یا خلیفہ بن بیٹھے۔ اس وقت اپنے مخالفین کی سرکوبی
کو طیار ہو گئے۔ اور صبر و سکوت یا مدانت کی پالیسی
بدلی دی۔ کیا تاریخ عالم بھی یہ کوئی نئی بات ہے کہ خدم
جان نثار موقع ملنے پر ملوکان روزگار ہو گئے۔

اہل بصیرت اس تفریق کو بغور و تامل دیکھیں و حضرات
شیعہ کو اُن کی عقلمندی و تدبیر کی داد دیں۔ واللہ
یجہدی من یشاہد علی صراط مستقیم۔

تنبیہ

شیعہ ہند جو اہلسنت سے برسرِ پیکار ہوتے اور قافلوں
انگریزی کو ترک تفتیہ کا آرٹ بناتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ
بوجہ احادیث متواترہ امامیہ تفتیہ پر مومن پاک پر واجب
ہے۔ جو شخص تا ظہور امام غائب تفتیہ نہ کرے دین ایمان
سے خارج ہے۔ کھائی کتاب الاعتقادات لشیعہ

المشایخ وغیرہا من المعتبرات شاید یہی وجہ
ہے کہ مجلسی حق المیقین میں لکھتے ہیں۔ کاترہ شیخان ایام
غیبت امام مہدی شل بیود مدینہ اند کہ پیش از بعثت
انبیاء علیہم السلام ایمان بالشیان ہی آورند۔ باز بلب
اغراض فارہ انکار میکروند گشتہی الکلام۔ کیونکہ
جب شیعوں کو مخالفین کا مقابلہ اور اُن کے ساتھ
مناظرہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اور وہ خواہ مخواہ مخالفین
سے اُن کی ایذا پہ کیٹھے از راہ تہصیب قانونی آزادی

اہانت اور اعلا کی حکمران خفا کے سوا اور کچھ نہ ہو سکا۔
مخالفین اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملا کہ اگر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے نبی ہوتے۔ اور اکبر
دعوی نبوت سے دنیا طلبی مقصود نہ ہوتی۔ تو جان بوجہ
کر ایسے شخص کو اپنا جانشین نہ بناتے۔ کیا ایسی ناقابل
اولاد کو خلیفہ بنانا دنیا طلبی اور فقط ملک گیری و تحصیل
حشمت و جاہ دنیوی کی دلیل نہیں۔ کیا اعلا کلمۃ اللہ
و نصرت حق و اشاعت دین کی ضرورت آپ ہی تک تھی۔ کہ
آپ کے جانشین کو اُس کی ضرورت نہ رہی و کیا ایسا
دین آخری دین اور ایسا نبی خاتم النبیین ہو سکتا ہے
کہ مدعی نبوت کے ساتھ اُس کے دعویٰ بھی مدفون ہو
جائیں کیا آپ کے بعد لوگوں کو قیامت دین محمدی کی ضرورت
نہیں تھی یا نہیں ہے کہ دوازدہ ائمہ ایسے آپ کے جانشینوں
اختلاف و لکھ متبذل دین کی وصیت کی گئی۔ کیا قرآن مجید کا
یہ حکم قاتلوا اللہ بنی حق تفتیہ الی امر اللہ آپ کے
جانشینوں کو اس کی تعمیل ضروری نہیں تھی۔ اور نہیں ہے۔ کیا
آپ کا جانشین دو مخالف دین جماعت میں سے ایک (مخالف و غیر)
کے ساتھ مخالفت و مخالفت اور دوسری (معاویہ وغیرہ)
کے ساتھ مخالفت و مخالفت میں بوجہ آئینہ سابقہ کبھی
معنی سمجھا جاسکتا ہے۔ اور کیا اُس کی یہ کارروائی دنیا طلبی
کی پالیسی کے مطابق نہیں ہے کہ پہلے تو حکام وقت اور اُن کے
ابتلع کی خوشامد و بوجہ میں لگے ہیں۔ اور جب اُن کے

کے بنا پر دست بگیاں ہوتے ہیں۔ کہیں علم کا نقصہ کہیں اذن پر چھ گڑا۔ کہیں کتب و رسائل میں مخالفین پرین و تبرا۔ حالانکہ بچا لے ائمہ ہدیٰ برابر تقیہ کے پردہ میں چھپے بیٹھے رہے۔ پھر ایسے حجتی لا امتی کون نہیں۔ یومنون ببعض دیکھو دن بمحض کی بنا پر ماضی یہود پھیریں گے۔

افسوس یہ حضرات اتنا نہیں سمجھتے کہ حکومت انگریزی میں اگر فی الحقیقت تفسیر ساقط ہو گیا ہوتا تو امام مہدی علیہ السلام کب ہی نہ گوشتہ گنہامی سے نکل کر باخوف و خطر کوفتہ اند (لکھنؤ) میں آ موجود ہوتے۔ اور جب گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں رکھ کر باطل سلطنت فقط ترویج مذہب کی سعی فرماتے تو غالب یہی ہے کہ ہمارے گورنمنٹ بھی آپ کی قدر افزائی فرمائی۔ اور کیا عجب کہ کلکتہ کے عجائب خانہ میں آپ کو جگہ دی۔ اور جب امام زمان سے تفسیر ساقط نہ ہوا۔ تو حضرات شیعہ کس کھیت کی مٹی ٹھیرے۔ کہ ان کیسے سب کچھ جائز ہو گیا۔ اور بموجب عقائد امامیہ امام مہدی کے غائب ہوجانے کی وجہ بھی فقط خوف مخالفین ہے چنانچہ مجلسی صراط النجاة میں در باب عقائد امامیہ لکھتے ہیں۔ گوئید امام بعد از پیغمبر دوازده اند۔

یعنی لا ایشان مدت بسیار یعنی نوادہ بود از ترس و آخر بروں آید۔ اور جب گورنمنٹ انگلشیہ کے طفیل ہندوستان ہر ایک شجر و جان کا امن ہے پھر تو

بصورت جواز ترک تقیہ یہاں آپ کو ظاہر ہوجانا ضروری تھا۔ ہندوستان میں مومنین و مومنات کی ہدایت۔ جنگل پہاڑوں میں بھاگے پھرنے سے بحر تفسیر اوقات کے اور کیا حاصل ہے۔ غرض سردایہ کو چھپ کر چھپ کر کو دارالہجرت بنانا آپ پر واجب ہے۔ امد الہ تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیہا پر اگر

ایمان ہے۔ تو ہندوستان کو ہجرت کر آنا ضروری +
گوشتا یہ حضرت امام کو اس میں یہ عذر ہو۔ کہ امام کو متبوع ہونا چاہیے نہ تابع اور یہاں آپ کو تابع ہی نہ رہنا ہوگا۔ مگر آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپ کے جد امجد کی زمانہ خلافت میں جب روایات شیعہ جیسی قدر منزلت تھی اس سے ہزار ہرحجہ زائد ہماری گورنمنٹ ان کی قدر فرمائیگی۔ یہاں انشاء اللہ آپ کو ہرگز اس کی نوبت نہ آئیگی۔ کرسی گردن میں پڑی ہو۔ اور دو شخص کھینچتے گھسیٹتے آپ کو کچھ لیں میں لئے جاتے ہوں۔ اور جب امیر المؤمنین کو ایسے خوف اور ذلت کے ساتھ حکام وقت کے تابع بنے رہنے میں کوئی عذر نہ ہوتا تو آپ کی عزت و عافیت کے ساتھ حکام وقت کی متابعت میں کوئی عذر نہ ہونا چاہئے +

اب امامیہ منہ پر واجب ہے۔ کہ یا تو امام غائب یہاں بائیں اور امام دوا موم ملکر ایسے مخالفوں کا ساقط بلکہ فراموش یا رہنا سکے و سواس تقیہ کے جس تین کو لڑ کر زیادہ منہ

تصوف و مذہب شیعہ

(حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری)

ہم ناظرین شمس الاسلام کو ایک ایسے فتنہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جس سے ہر ایک مسلمان کا پختہ فرض ہو اور وہ پنجاب میں عوام کی گمراہی و تباہی کا سبب نہ بنے۔

اتحاد لکھنؤ میں عرصہ دراز سے اور پھر شمس الاسلام میں اس کی شکایت دیکھی جاتی ہے۔ کہ سادات شیعوں تصوف کے

پیرایہ میں جاہل سنیوں کو بحیثیت پیری تباہ کرتے اور جاہل سنی اُن کے دامِ تزییر میں پھنس کر اپنے مذہب حق کو خیر باد کہتے چلے جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ان کو معلوم

نہیں کہ تصوف شیعوں کے نزدیک کتنا قابلِ احترام ہے۔ مسلمانوں کو جاننا چاہیے کہ بموجب مذہب شیعہ تصوف

الحاد و زندقہ کا دوسرا نام ہے۔ اور صوفی خواہ تبرا یا شیعہ بھی ہو مجوس و نصاریٰ کے برابر ہے تو مسلمان شیعہ

پیروں سے مرید ہونے کے قبل اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ چکے ہوں گے۔ کہ جب خود یہ صاحب اپنے ہی روایات کے

بموجب یہود و مجوس کے برابر اور کفر و الحاد میں مبتلا ہیں تو مرید صاحبان کتنا سرفرو خدا تعالیٰ کے پاس جنت کا

سارٹیفکیٹ لے کر جائیں گے۔

آنکس کہ خود گم است کرا رہی کند
اس توضیح و تمہید کے بعد ہم اپنی قدیم تصنیف کشف

نہ دکھائیں۔ اور فعل محصوم کو سابق و قاید بنائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ

بر رسولان بلاغ باشد و بس

مگر بچا چھ شیعہ امام غائب کو لائیں تو کہاں سے لائیں جس چیز کا وجود بجز علماء و شیعہ کے ذہن اور خیال کے

خارج میں نہ ہو۔ اس کی تلاش میں سرگردانی سے کیا جا۔ اب اصول کافی کی ایک روایت دیکھو کہ مانی بخارا لاؤا

در ۱۸۵۷ ج ۱۔ یا عشاء ان لله علی الناس حجت بن حجة طاهق و حجة باطنه فاما

انطاھق فالرسل و الانبیاء و الائمة و اما الباطنة فالحقولی۔ جب اللہ حجت ظاہر ہوئے تو اب دو

ہی صورتیں ہیں۔ اگر امام غائب کا وجود فی الخارج ہے تو وہ بوجہ اس فریقناہی اختلاف و استواء کے بموجب روایت

کافی امام مفروض الطائفة حجتہ اللہ نہیں ہو سکتے۔ اور اگر اُن کا وجود فی الخارج نہیں تو دوازده ائمہ کی قیہ

باطل ہوگی۔ یا خلوتے زمان عن الاحام لازم آیا۔ اور اسی کے ساتھ مذہب اثنا عشری بھی باطل ہو گیا۔

اللہ علی ذی الکث۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ انبیاء کے قیہ ہیں۔ غایت

ما فی الباب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو نسبت انبیاء و رسل میں ہے وہی انبیاء و ائمہ میں ہو۔ کہ نبی امام ہو۔ مگر امام مصطلح نبی نہیں ہو سکتا۔

عن مکائد ابلیس سے جو شوز غیر مطبوع ہے۔ اس بحث کے متعلق نقل کرتے ہیں۔ ناظرین بخور ملاحظہ کریں۔ اور جاہل شیعوں کو بھی اس کے مضمون سے مطلع کر دیں۔ تاکہ انہیں سوراندہ و ازاں سودرماندہ کے وہ مصداق نہ بنیں واللہ العالی ذوالفقار میں ولدار علی صاحب مجتہد چند احادیث مذمت صوفیہ میں نقل کرتے ہیں جس کو مختصر اہم لکھتے ہیں۔ (ازاں جملہ حدیثیہ است۔ کہ روایت کردہ از شیخ جلیل بہاؤ الدین اکی حاصل مضمون انیکہ پیش ازین کہ قیامت تخلیہ شود۔ جماعتے درموسنین ہم خوانند رسید کہ اسم آہنا صوفی خواہ ہوں۔ و آہنا در حقیقت از امت حق نیستند بلکہ در جملہ یہوداں محسوب اند و آہنا بدتر از کفار اند و از اہل جہنم و از اں جملہ حدیثیہ است کہ روایت کردہ افاضل الکامل مولینا احمد اردبیلی از امام علی بن محمد الہادی در حدیث طولانی کہ فرمودند حاصل مضمون آنکہ جناب امام علی نقی فرمودند۔ صوفی تمام آہنا خواہ تشیع لکھا کنند خواہ سنن مخالف طریقی اہل بیت مستند نیستند آہنا مگر نصاری یا مجوس و از اں جملہ حدیثیہ است۔ کہ روایت کردہ آن را مولینا احمد اردبیلی۔ حاصل آن کہ امام رضا فرمودند۔ کہ شخصے کہ نزد او ذکر صوفیہ بمیاں آید و آن شخص بر آہنا انکار زبان یا بہ تلب کند آن کس از شیخان مانیت و سیکہ بر آہنا انکار ننماید۔ پس مرتبہ مثل مرتبہ کہے است۔ کہ در رکاب حضرت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم با کفار جہاد کردہ باشند۔ بالجملہ ازین احادیث مستفیضہ کہ استیعاب آن موجب تطویل کلام است و اقوال علماء کرام کہ محرم مذہب ائمہ دین و اصحاب اسرار آن حضرت اند و ضوح تمام دارد۔ کہ صوفی خواہ اظہار تشیع ننماید۔ و از اصحاب تشیعہ تبرکند خواہ سنی باشند و از مریدین حسن بصری چون اصول و مقتدا و عین کفر و الحاد و اجترار نمودن از و واجب و لازم خصوصاً از صوفی سنی چون دشمن خانگی ست بیزاری جستن از و واجب و ضرور تر خواہد و حاصل آنکہ از دشمن خانگی حذر باید کرد۔

ترجمہ :- ذوالفقار میں دیدار علی صاحب مجتہد صوفیہ کرام کی مذمت میں نقل کرتے ہیں۔ منجملہ احادیث میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ جسے شیخ جلیل بہاؤ الدین نے روایت کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے ایک جماعت موسنین کے زمرہ میں داخل ہوگی۔ کہ ان کا نام صوفی ہوگا۔ اور حقیقت میں وہ امت حق نہ ہوگی۔ بلکہ وہ تمام کے تمام یہودیوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور وہ کفار سے بھی بدتر ہیں۔ اور اہل جہنم سے ہیں۔ اور ایک حدیث یہ ہے کہ حسن فاضل کامل مولینا احمد اردبیلی نے امام علی بن محمد الہادی سے ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔ کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ جناب امام علی نقی نے فرمایا ہے۔ کہ صوفی خواہ شیعہ ہونے کا اظہار کرے۔ خواہ سنی ہونے کا۔ وہ ہماری اہل بیت کے طریقہ کے مخالف ہے۔ وہ بجز نصاری یا مجوس کے کچھ

نہیں۔ مذمت کی من جملہ احادیث میں سے ایک یہ حدیث ہے کہ جس کو مولانا احمد رومی نے روایت کیا ہے جس کا حصل یہ ہے کہ امام رضاؑ فرمایا ہے کہ کسی شخص کے نزدیک صوفیاء کا ذکر بیان کیا جائے۔ اور وہ شخص ان کا زبان سے یا دل سے انکار نہ کرے۔ تو وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں۔ اور جو انکار کرے اس کا مرتبہ اس شخص کی مانند ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لٹا کر سے جہاد کیا ہو۔ من جملہ ان احادیث میں سے کہ صوفیائے کرام کی مذمت میں ہیں کہ جن کو تمامہ ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔ اور ایسے علماء کے اقوال کہ جو ائمہ کے دین کے واقع اور صاحب اسرار ہیں۔ وہ بالوضاحت جلتے ہیں کہ صوفی خواہ شیعہ ہو کا اظہار کرے۔ اور اصحاب ثلثہ کو تبرا کرے۔ خواہ سنی ہو اور حسن بصری کا مقتصد ہو۔ وہ کافر و ملحد ہے۔ اور اس سے علیحدگی واجب و لازم ہے۔ خصوصاً شیعوں سے کہ وہ مار آئین ہیں اور گھر کا دشمن ہے۔ اس سے علیحدہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ عجائبات مذہب شیعہ بھی اہل بصیرت کے قابل غور و ملاحظہ ہیں کہ کہاں یہ افراط کہ صوفی خواہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی بھی کرے تب بھی وہ یحیو و نصاریٰ و کفار مجوس سے بدتر اور جہنمی ہے۔ اور کہاں یہ تفریط کہ نفس تبرا بازی پر ساری شرافت بھی

قربان اور تبرا کے مقابل میں کسی عمل و اعتقاد کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ صاحب شفعہ ظفر فرماتے ہیں کافی حاشیہ الضربۃ الحیدریتہ۔ کہ اگر احدیے از مخالفین درخواست متعہ باز نہائیکہ متعہ کردن مکروہ است۔ خواہند کرد۔ آہنا ہمیں در جواب خواہند گفت کہ نکاح متعہ نساء عارفات مومنات با مخالفین و لواط بنا بر حکم اکثر علماء مذہب جائز نیست اگر تو رغبت نکاح و متعہ با زن مومنہ داری اول اظہار تبرا و بدتراری از اصحاب ثلثہ و فقہائے اربعہ و امثالہ و اقوال و اتباع و احراب اینہا بر روئے کار آری بعد ازاں البتہ مطلوب تو بمحصول خواہد بود۔ اتہی ترجمہ صاحب شفعہ ظفر حاشیہ الضربۃ الحیدریتہ میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مخالفین میں سے ان عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی درخواست کرے جس سے متعہ کرنا مکروہ ہے۔ تو اس کو یہ جواب دینا چاہیے کہ مومنات عارفات عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ مخالفین سے کرنا ہمارے اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ اگر تیری خواہش ہو کہ عورت مومنہ کے ساتھ نکاح متعہ کرے۔ تو پہلے اصحاب ثلثہ پر تبرا بازی کر۔ اور ان سے علیحدگی کا وعدہ کر۔ چاروں فقہاء اور ان کے متبعین و لواحقین سے اجتناب کر۔ بعد ازاں تو اپنے مطلب میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ حضرات!

دیکھو نفس تبرا پڑتا ہے۔ نہ اصول نہ ہیت کی پرواہ نہ تصوف کا روک۔ استغفر اللہ۔ فقط۔

ملک مظفر خان کی ذات و صفات پر ناپاک حملہ

وہاں پھر ان کے ہر دل عزیز اور قابل سردار ملک محمد مظفر خان صاحب بھجڑ کے خلاف درخجف نے حد درجہ اشتعال انگیز رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ملک صاحب مدوح کے خلاف ناجائز اور بے بنیاد الزامات قائم کر کے انہیں یرغمانی اور ظالم و سرکش کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ ملک صاحب جیسے قابل اور محترم رئیس قوم کے خلاف روافض کے ذلیل چیتھڑے کا ناپاک پراپیگنڈا مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا کر دیا۔ ملک صاحب کی رواداری انصاف پسندی کا جیوت و دشمن معترف ہے۔ عالی جناب ملک صاحب مدوح کے خلاف کوئی جھوٹا پراپیگنڈا افسران ضلع کو متاثر نہیں کیا۔ اعدائے ملت اپنے ناپاک عزائم میں کام لے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کے منصف شراج حکام خصوصاً ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لکھوٹ کا فرض ہے کہ مدیر درخجف جیسے مفلس اور گندگی اچھالنے والے اشخاص کی حرکات پر مناسب نوٹس لے سبھی وٹیلر کے درمیان تمام پنجاب میں ہر جگہ خونریزی اور فساد و کرا کر یہ شخص اپنا آئو سپیدھا کرنا چاہتا ہے۔ مذہب اہلسنت

کی دلا زاری اس کا دلچسپ منظر ہے اور اس کی حد درجہ ذمہ دارانہ حرکات سے گذشتہ سال انجمن اثناء عشریہ سیالکوٹ نے بھی ریت کا اظہار کیا تھا۔ گورنمنٹ نے اگر جلدی اس کی طرف توجہ نہ کی تو خطرہ ہے کہ مسلمانوں میں ہر جگہ عظیم الشان فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

ہنک انصاری احوال اللہ

گذشتہ ماہ جریدہ شمس الاسلام اور حزب الانصاری احوال کی طرف قارئین کو توجہ دلائی گئی تھی۔ انوس ہے کہ معادین احمد مدعیان نے ابھی تک توجہ نہیں کی۔ معادین خاص کے نام ایک علیحدہ اپیل بھی ارسال کی گئی تھی۔ مگر انہیں کتنی ایشی خواہش میں بیٹھے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی سیداری کا اثر پایا نہیں جاتا۔ معاملہ شامیلا نام بند ہو چکا ہے۔ انجمن مصلحت و حوادث کے چوتھیں میٹنگ سے۔ حکام کی طرف سے اس کی خبروں پر پابندی عائد ہو چکی ہے۔ ہندوستان بھر میں صرف شمس الاسلام ہی اسلام کا ٹھکانہ رہا ہے۔ مگر اس کے نفاذ کے لئے بھی کسی قسم کی حد و حد کے آثار طبع نہیں جاتے۔ ماہ مہر کے ایام میں مسلمانوں کی غیرت و حمت کا آخری امتحان ہے۔ اگر مسلمانوں نے ملی اتحاد سے کام لیا۔ تو جریدہ کا ایسا محال نظر آئے۔ معادین کے اسماء و نکر کے ساتھ دوح رسالہ جوتے رہیں گے۔ عہد ملت مسلمانوں کی تحریکات و احکامات فراہم فرمایا۔ مولانا محمد یوسف صاحب علی بنیادی و جابر خدیو مرحوم فرماتے ہیں۔ جس امامت اختیار کی۔ اس کا نام بھی محمدیہ صاحبان کے لئے خیر خان صاحب آئینہ کوکلتہ ملے۔ اس کا نام بھی محمدیہ صاحبان کے لئے نامعلوم اسلام صاحب کلمتہ۔ لآخر مذکور مولانا عبدالحیہ صاحب از مسلمان کمال شیخان لکھنؤ صاحب۔ غدیر مودت احمد بن صاحب ڈسکہ صاحب۔ منشی محمد سلیمان صاحب جیل ہر۔ جناب فضل احمد صاحب بیوری نصیر کھلان پانچو دیہ۔ ڈاکٹر جہان خان صاحب ساہیوال ملے۔ اس میں پانچ جدید صاحبان جریدہ کی خریداری قبول فرمائی ہے۔ ہر ہیرہ میں ایک آنہ ماہوار جریدہ دینے والے کہہ اڈم ایک ہزار ارکان بنائے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جملہ خلیماں و مندگراں سے اب تک ۱۱۸ ارکان بن چکے ہیں۔ علامہ ابراہیم شہر کے چودہ دم دوکانداروں اعانت حزب الانصاری نے اپنی دوکانوں پر ہندو چھپا رکھی ہیں۔ اس کی سوریہ ہوا کا پھرج پورا کرتے کیے۔

مزارِ خلدائیاں اعلیٰ حضرت ٹیپو سلطان شہید سرنگ پٹن پر دو آنسو

(فارسی سے اردو) از قلم مولانا زہیر عاقل شاہی :-

شاہ شہداء ٹیپو سلطان کی شہادت گاہ پر
دبہ سلطان ٹیپو کا وہ دیکھے اک نظر
سرنگوں ہیبت سے اس کی دایان ملک ادھر
شکر اعدا ہوا ہیبت سے ان کی منتشر
صف فکن شاہ قوی بازو دلاور پر مہنر
تھا نگہ میں حسن عکس غیرت خیر البشر
آہ ورزائے شقی القلب بیدیں بد گہر
تھے یہ ملت کش لعین ارکان دولت بدسیر
طبع شاہی سے کیا افواج سلطان منتشر
فی الحقیقت باب رحمت خود پہ باندھا بے بصر
دشمنان شاہ دیں نے کی ہے یورش بے خبر
دفع دشمن کے لئے باندھی کمر بن کر سپہ
کشتی دین نبی ہونے لگی زیر و زبر !!!
ہو گیا پانی شہادت مصطفیٰ کے دین پر
ٹیپو سلطان شیریز داں نے دیا جب آہ سر

کیوں نہ ہو آنکھوں سے جاری خون دل شام و سحر
شانِ اسکندر اگر پھر دیکھنا چاہے کوئی
تھا جبین پیشوا پر سکے اس کے رعب کا !!
آتے تھے طاؤس رجب تیغ کھینچے رزم میں
ٹیپو سلطان وصف جن کا شیریں دوستان ہے
حبلوہ گر جن کی جہیں میں حیدری رعب و جلال
ایسے شاہنشاہ دین کو کافر مسلم منا !!!
مکر و حیلہ سے دغا دی اٹھیا نے آہ آہ
خود سپہ سالار قسمر الدین خان ملت فروش
اک لعین نے اپنے شہ پر بند دروازہ کیا
آہ ! ملعونوں کے ایما سے سر پر نگم یہ جب
جانشان شہ دیں نے بھی رکھ پاس نمک !!!
کا دیری میں ہو گئی برپا قیامت مرس گھڑی
نا خدا کے کشتی دین نذر سیلاب فنا !
ہو گئے بے سر مسلمان حشر کا گذرا سماں !!!

انگوری کا نام

آفتابِ داغ دیکھو مطلعِ خون میں ڈھیل

وہ قیامت خیز منظر آہ ہے پیشِ نظر

آپ کی اُمت یہ کیا ظلم گنہا ہے بھر
کافر و مشرک من فح کے فریب و کمر پر
ہیں گلی کوپے شہیدوں کے لہوئے سُرخ تر
امن گاہِ بندگان و مرجعِ اہل ہنر
اس کے مشہد پر ابھی روتے ہیں سب دیوار و در
آفتاب اس کا شواہبِ زیرِ تربت جلوہ گر
اس کی تربت کے چمن میں رات دن آٹھوں پر
شاہِ دیں کا تیری مسجد میں رہا کیا کرو فر
تیری خندق میں تھے لیکن غرقِ خون لاکھوں شہر
عندلیبِ زار کے نغموں سے جھرتے ہیں شر
درِ سو عبرت اس سے لیتے ہیں بہت اہل نظر

شاہِ شہدا سے مخاطب ہو کہ یہ کہنا ڈھیل

مہرِ حیدرِ مطلعِ تربت سے ہو پھر جلوہ گر

تیری رحلت سے ہوئے سارے مسلمان غوار تر
بعدِ تیرے ہے مسلمانوں کی حالت زشت تر
سُرخِ تربت سے دکھا شیرِ دکنِ مجروحِ سر
نذہم بھی لائے ہیں کچھ کھٹِ دلِ خونِ جگر
ہے در و دیوار ہے طاہرِ جلالِ ذکر و فر
پھر مزارِ سرخ سے طاہرِ مہربانِ شانِ دگر
ناخنِ کشتیِ عربی نے دیا جب آہِ سر

اے محمدؐ گنبدِ خضریٰ سے اب کیجے نظر
خونِ فرزندانِ اسلام مقدس بہ گیا
آہ! کیا دارالامن میں روناِ بنتہ ہوا
آہ! اک پل میں ہوا معمورہٗ مسلم خراب
آج تک سرِ دھن رہی ہے غم میں اُن گئے کاویری
اس زمیں کا ذرہ ذرہ آج تک غنبا رہے
سرِ شوش و دمنورِ بصفِ بصفِ ماتمِ کسناں
تو نے بھی دیکھے ہیں وہ دن اے منارِ سر بلند
تو ہے زنجیرِ آہِ غم کی اے فصیلِ کاویری
فصلِ گل میں جل گیا لگسزا کیا آئی فزاں
یا دگارِ شاہِ شہدا دیا دولتِ باغ ہے

اے شہیدِ خستہ جاں اے عاشقِ خدیو البشر
ساتھ تیرے ہند سے اسلام کی شوکت گئی
ہیں جگر تھکے ہوئے آئے زیارت کو تری
چہرہ پر خون دکھا دے اے شہیدِ سرخ پوش
محو خوابِ ناز ہے۔ تو روضہٗ پر کوز میں
اک لگاؤ لطفِ ہم پر بھی شہِ خلوت گزیں !
کاویری میں غرقِ یاباغِ ہندوستانِ ڈھیل

کشف حقائق

یعنی

مرزا یوں کے دجل و تبلیس کا انکشاف

ابن میرزا یہ کلمہ نے ایک ٹریٹ جہان افہار صداقت شائع کیا ہے جس میں میرزائے قادیانی کی سنت پر نہیں کرتے ہوئے دجل و تبلیس سے کام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی کا گہی ہے۔ سید المرسلین خاتم النبیین آقائے نامدار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے طریقے سے برگشتہ کرنے کے لئے امت میرزا نیہ کی ہر حرکت سے شرار لہی ظاہر ہو رہا ہے۔ ان کے مولوی متاع قلیل کے عوض ایمان فروخت کر چکے ہیں۔ کذب و زور کے حربوں سے مسلح ہو کر یہ شیطان سیرت اور بد زبان افراد ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر اپنی فحرقہ انداز اور فساد تبلیغ سے مسلمانوں میں تشقت اور افتراق پیدا کر رہے ہیں۔ مرزا یوں کے دجل و تبلیس کو آشکارا کرنے کے لئے حسب ذیل امور مد نظر رکھنا ضروری ہیں :-

۱۔ میرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اہل اسلام میں سے تھا۔ وہ سپیائشی مسلمان تھا۔ اس نے اسلامی فضا میں پرورش حاصل کی وہ پہلے مسلمان تھا۔ بعد میں کفریہ دعاوی اور کفریہ عقائد کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ مسلمان عالم سے کافر اور مرتد اور دجال اصغر سمجھے ہیں لہذا میرزا کی کتابوں کے

حوالے اہل اسلام کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے۔ میرزا نے جو تشریح اپنے الہامات کی بیان کی ہے۔ وہ اس کے مریدوں کیلئے حجت ہو سکتی ہے۔ مگر اہل اسلام اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ علاوہ انہیں میرزا کے کفریہ دعاوی کے مقابلہ میں اس کے اسلامی خیالات کا پیش کر دینا اسے کفر کی زد سے بچا نہیں سکتا۔ جبر قدر مسائل و مضامین عقائد اسلامیہ کے موافق میرزا کی کتابوں میں موجود ہیں۔ وہ اس کی سابقہ تربیت اور اثر کا نتیجہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ جس قدر حوالے اسلامی تعلیم کے موافق اس کی کتابوں میں پیش ہوں ان سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ مگر میرزا کے کفریہ عقائد اور خلاف شرع الہامات و کشف و شریعت اسلامیہ کے میاں پر آزمائے جائیں گے۔ میرزا یوں نے اپنے ٹریٹ میں اس دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ میرزا کے ہر کفریہ عقیدہ اور ہر کفریہ کلمہ کے مقابلہ پر میرزا کا اسلامی عقیدہ پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ امر خلاف اصول اور خلاف عقل ہے۔

اگر میرزا صاحب پیدا ایثی کا فرموتے تو ان کے اسلام کے ثبوت میں ان کے اسلامی عقائد کا پیش کر دینا کافی سمجھا جاتا۔ مگر میرزا صاحب مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے میرزا یوں کا فرض ہے کہ ان کے دعاوی اور کفریہ عقائد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں۔ یا کم از کم ایسے خلاف شرع کلمات کے صدور کے بعد میرزا صاحب کا رجوع کرنا۔ توہر کرنا۔ اور تجدید نکاح وغیرہ کا ثبوت دیں۔

۲۔ میرزائے قادیانی نے صد دعاوی کئے بقول میرزا محمود

۱۹۰۱ء میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہوا۔ قادیانی جماعت اُسے متقلبی تسلیم کرتی ہے۔ اس لئے میرزا نے قادیانی کے اقوال کو جائز ثابت کرنے کے لئے کسی ولی یا عالم کا قول پیش کر دینا (یعنی محاکات) کا فیہ نہیں ہو سکتا۔ ولی یا کسی عالم سے خطا و لغزش کا امکان ہو سکتا ہے۔ مگر انبیاء و موصوم ہوتے ہیں۔ اور وحی میں ان سے کسی قسم کی لغزش کا واقع ہونا امر محال ہے کسی نبی کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکل سکتا جو مشترکاً نہ یا موصوم شرک ہو۔ اس لئے میرزا کے الہامات و خلاف شرع کثوف کا جو اثر ثابت کرنے کے لئے معیار نبوت پیش ہونا چاہئے میرزاؤں نے اپنے ٹریکیٹ میں کسی نبی کے کلام یا خدا کے کلام سے استناد نہیں کیا۔

(۲) میرزا غلام احمد قادیانی ان دجالوں میں سے ہیں جن کے آنے کی خبر خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی متقی (کنز العمال) سب سے بڑا دجال آخری زمانہ میں آیا گا۔ دجال لغت عرب میں تلبیس کنندہ (تسبی الارب) کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرعیہ میں دجال سے وہ شخص مراد ہے جس کی کلام میں حق و باطل کی آمیزش ہو۔ میرزا کی تصانیف میں حق و باطل موجود ہے۔ میرزاؤں نے اپنے ٹریکیٹ میں میرزا کی دونوں قسم کی تحریریں پیش کر کے اُسے دجال ثابت کیا ہے۔ لہذا اقوال میرزا مسلمانوں کے لئے قطعاً حجت نہیں ہو سکتے۔ بادشاہ ہند ہونے کا دعویٰ کرنے والا قانون ملک کے لحاظ سے قابل وار ہو تا ہے۔ اور اس کا یہ عذر کہ میری مراد

دعویٰ بادشاہت سے صرف یہ تھی کہ میں ہندوستانی ہوں قطعاً قابل قبول نہیں ہوتا۔ اسی طرح میرزا غلام احمد قادیانی شرعاً مجرم ہے۔ اُسے کفر کے الزام سے بچانے کے لئے قرآن و حدیث و گذشتہ انبیاء کی سیرت پیش کرنا چاہیے۔ ورنہ شرعی مجرم کی اپنی تشریح اُسے سزا سے نہیں بچا سکتی۔ (۳) دجال قادیانی نے اپنی تالیفات میں اس قدر متضاد اور متناقض دعاوی پیش کئے ہیں کہ اس کا مشن ایک جیتان اور محمد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ میرزاؤں کی دو طبری جماعتیں (لاہوری و قادیانی) میرزا کے نبی ہونے اور نبی نہ ہونے پر باہمی جنگ و جدال میں مصروف ہیں۔ بڑی فریق اپنے اپنے عقیدہ کی تائید میں میرزا غلام احمد کے اقوال پیش کیا کرتے ہیں۔ میرزا کی تشریح کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ اسلامی تعلیم کے موافق ہے۔ اور دوسرا تیرہ سو سال کے مسلمہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ اول الذکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اپنے دام فریب میں لانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ مگر میرزاؤں کا عمل موخر الذکر پر ہے۔ دلتی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ چودھویں صدی کے دجال اصغر کی دورانی حکمت عملی۔ پہلو دار گولی اور وحل و تلبیس کی حقیقت کو سمجھنا ہر آدمی کے لئے آسان نہیں۔ اس لئے میرزا کی اپنی حکمت عملیوں میں بعض مقامات پر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ کتب میرزا سے بطور نمونہ صرف چند متضاد اقوال درج ذیل ہیں :-

(۸) مسیح ابن مریم اس امت کے شائیں آگئے ہیں (ازالہ ص ۳۳)
حضرت مسیح کو اُمتی قرار دینا کفر ہے۔ (ضمیمہ براہین حصہ
پہم ص ۱۹۳)

(۹) حضرت موسیٰ کے اتباع سے ان کی اُمت میں ہزاروں
نبی ہوئے (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۵۲ء) بنی اسرائیل میں
اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ
نہ تھی (حقیقۃ الوحی ص ۹ حاشیہ)

اسی طرح کتب میرزا میں صدہا اختلافات موجود ہیں۔ ان کا
موجودگی میں میرزاؤں کا حق نہیں۔ کہ میرزا کی کتب کے حوالے
اہل اسلام کے سامنے پیش کریں۔ میرزا کا کوئی دعویٰ ایسا
نہیں جس کا اقرار و انکار اس کی تالیفات میں موجود نہ ہو یہی
اُس کے مفتری علی اللہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

ان گذارشات کے بعد ہم میرزاؤں کے ٹکیٹ کی حقیقت
اشکارا کرتے ہیں۔ اور مندرجہ بالا کو ذہن میں رکھنے کے بعد ہر
سمجھ دار آدمی ان کے فریب سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ میرزاؤں
کے ہر مخالف کا ہم تفصیل کے ساتھ جواب دینا چاہتے ہیں۔

میرزا کا خدا کی اولاد و ہونیکا دعویٰ

میرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ مجھے الہام ہوا۔ انت منی بمنزلہ
ولدی تو مجھ کو بیٹے کے مرتبہ پر ہے۔ انت منی
بمنزلۃ اولادی۔ تو مجھ کو میری اولاد کے مرتبہ پر ہے
میرزا کا یہ دعویٰ مشرکانہ اور خلاف شرع ہے اور کسی

(۱) علماء و دجال ہیں۔ (فتح اسلام ص ۱) با اقبال تو میں دجال
ہیں۔ ریل ان کا گدھا ہے (ازالہ ص ۱۳) پادری و دجال
ہیں (ازالہ ص ۲۸) ابن صیاد و دجال تھا (ازالہ حاشیہ)
رس خلائی کا قانون قدرت ہرگز نہیں بدل سکتا (آراء
اقتصادین ص ۱۸) خا اپنے خاص بندوں کیلئے اپنا قانون
بھی بدل لیتا ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۹)

(۲) مسیح موعود آگیا (ازالہ ص ۴۱) اس عاجز نے جو مثیل
مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود
خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ ص ۱۹)

(۳) آئے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولائے نبوت شرط
نہیں ٹھیکرائی (توضیح مرام ص ۱) وہ ابن مریم جو آئے والا
ہے کوئی نبی نہیں ہوگا (ازالہ ص ۱۲) جس نے آئے والے
مسیح موعود کا پندہ حدیثوں میں ملتا ہے۔ اس کا اپنی حدیثوں
سے پتہ دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا (حقیقۃ الوحی ص ۲)

(۴) مسیح کو صلیب پر نہیں گھڑے گئے تھے۔ (ازالہ ص ۳۹)
صرف دو گھنٹے گزے تھے (ازالہ ص ۳۲) صرف چند منٹ
گزرے تھے۔ (ازالہ ص ۳۸)

(۵) حضرت مسیح کی چڑیوں کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔
دائینہ کمالات ص ۲۸) ان کا پرواز کرنا قرآن شریف سے
ہرگز ثابت نہیں ہوتا (ازالہ ص ۳۰ حاشیہ)

(۶) مسیح سے کوئی معجزہ نہیں ہوا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱ حاشیہ)
مسیح نے بھی بعض معجزات دکھائے (ریویو ستمبر ۱۹۵۲ء)

پتے نبی کی زبان سے ایسے موم شرک الفاظ نہیں نکل سکتے۔
قرآن مجید نے عقیدہ ابنیت کی نہایت زور سے تردید کی ہے۔
مخاطبہ نمبر ۱۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ آپ (میرزا)
خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ ورنہ کوئی ایسے بیٹے کو بھی یہ کہا کرتا ہے
کہ تو مجھے بیٹے کے مرتبہ پر ہے۔ یہ تو کہتے ہی اس کہیں۔ جو
در اصل بیٹا نہ ہو (میرزاؤں کا ٹریٹ ص)

جواب۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا بھی ہے۔
جن کے مرتبہ پر میرزا اپنے چکلے۔ اگر کوئی بیٹا ہی نہیں ہے تو پھر
بمذہب ولدی کہنے کا کیا مطلب ہے۔ پادری عبدالحی نے بمقام
سرگودھا میرزاؤں پر یہی اعتراض کیا تھا جس کا جواب دینے سے
میرزا ٹپوں کا منظر غلام احمد بدھوی عاجز ہو گیا تھا۔

یا اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ خدا لا ولد تھا۔ اے اولاد
کی خواہش تھی۔ اس نے میرزا صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ اسی
عقیدہ کی تردید قرآن کریم نے زبردست الفاظ سے کی ہے۔
مخاطبہ نمبر ۲۔ ہمارے میرزا صاحب نے اسے از قبیل
مجازد استعارہ بیان کیا ہے۔ ورنہ میرزا صاحب خداوند کریم کو
لا شریک سمجھتے ہیں۔ (ٹریٹ مذکور ص)

جواب۔ میرزا صاحب کی تحریر ان کے مدعیوں کے لئے
حجت ہو سکتی ہے۔ یہیں صرف یہ بتاؤ کہ قرآن کریم یا حدیث نبوی
کی کوئی کسی کو خدا کا ولد یا خدا کی اولاد کہنا جائز ہے یا نہیں

کیا کسی پتے نبی کی تعلیم میں ایسے موم شرک استعارے موجود ہیں
مخاطبہ نمبر ۳۔ اس الہام کا مفہوم یہ ہے کہ خدا

کے نزدیک نیرا اور ان لوگوں کا ایک ہی مرتبہ ہے جن کو
جیسا ٹپوں اور یہودیوں نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے
اس کی مثال قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے۔ یوں م
بنا دیں ہم این شرکائی

الجواب۔ ۱۔ قیامت کے دن مشرکین سے زجر و توبیخ
کی رو سے خطاب ہوگا۔ این شرکائی۔ اس کے جواب میں
مشرکین کہیں گے قالوا اذلک ما صنا من شہید۔
ہم یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی مدعی نہیں۔ پس یہ خطاب
مشرکین سے ہوگا۔ مشرکین کو بطریق الزام یہ کہا جائیگا۔ کہ جن کو
تم نے میرا شریک قرار دیا تھا۔ ان کو پیش کرو۔ نیز یہ خطاب زجر
اور توبیخ کے طور پر ہوگا۔

میرزاؤں نے انت منی بمنزلہ ولدی کو بھی این شرکائی
جیسا خطاب قرار دیا ہے۔ اس لئے انہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔
کہ میرزا صاحب بھی مشرک تھے۔ ان کو بھی زجر و توبیخ کے طور
پر حکم کیا۔ مگر کیا تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔ یعنی ان کے دعویٰ
ابنیت پر زجراً و توبیخاً یہ خطاب ہوا۔ کفار کو بطریق الزام جو
جواب دیا جائے۔ اس پر کسی نبی کے الہام کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔
مخاطبہ نمبر ۴۔ قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے فاذکرہ اللہ

لذکرکم آباؤکم (ص)

الجواب۔ زمانہ جاہلیت میں ہر سال موسم حج میں بمقام عرفہ
کفار کا اجتماع ہوا کرتا تھا جس میں یہ قبیلہ کے نامور شعرا اپنے
آبا و اجداد کے مناقب و محامد بیان کیا کرتے تھے۔ اور ایک

دوسرے کے اسلاف پر طعن نہ فی بھی کی جاتی تھی۔ اسلام نے اس نتیجہ رسم کا انساؤ کیا اور حکم نہوا۔

فاذا قضیتہم مناسکم
فاذکرہ واللہ کذکرکم
آباءکم واولادکم
ذکر (سورہ بقرہ)

یعنی جس اہتمام اور شہود سے اپنے ابا و اولاد کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اب اسی اہتمام سے بلکہ بدرجہا زیادہ اہتمام کے ساتھ خدا کا ذکر کیا کرو۔

تفسیر خازن میں تحت آیت مذکورہ درج ہے :-
فامہم ان یکن ذکرہم
للہ لا لآباءہم - خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کا ذکر کرنا اللہ کے لئے ہونا چاہئے نہ کہ اپنے آبا کے لئے۔

اس آیت کی رو سے کسی کو خدا کا بیٹا کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کیا تمام مسلمان خدا کی اولاد ہیں؟ کیا ہر مسلمان اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہہ سکتا ہے؟ کیا اس آیت میں یہ حکم ہے کہ ہم خدا کو اپنا باپ کہہ سکیں یا کریں؟

اگر اس آیت سے یہی مراد ہے تو میرزا صاحب کی اس میں کون سی خصوصیت ہے۔ کیا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پر عمل کر کے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں احادیث میں موجود ہیں۔

کیا خدا کا ذکر کرتے وقت آپ نے کبھی اپنے ابن اللہ ہونیکا اظہار فرمایا ہے؟ کیا ایسا کوئی الہام کسی سچے نبی پر ہوا ہے کذکر کہ آباءکم سے مراد اگر خدا کو باپ کہہ سکیں یا نہ ہو۔ تو اشد ذکر سے کیا مراد ہوگا؟ کیا خدا کو خدا اللہ دادا یا کسی اور نام سے پکارا جائیگا؟

میزان نبیاء خدا سے ڈرو۔ ان سوالات کا جواب دینے سے پہلے قرآن کریم کی ان تصدیقات کو مد نظر رکھو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے
قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین
ولد فانا اول العابدین (شوری ع - ۷)
پہلے اسی عبادت کرنیوالا میں ہوں۔

دوسری جگہ خدا کا بیٹا قرار دینے پر ارشاد ہوتا ہے :-
فکاداسموات یتفطرن

منہ وتنشق الارض
وتخر الجبال ہدآ ان
دعو للرحمن ولدا وما
یلینخی للرحمن ان
یتخذ ولدا -
(سورہ مریم ع - ۶)
تقریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اس بات سے کہ یہ لوگ خدا کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ اور خدا کی یہ شان نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

قرآن مجید دعویٰ انبیت پر آسمانوں کے پھٹ جانے۔ زمین کے ٹکڑے ہوجانے اور پہاڑوں کے ٹوٹ کر گر پڑنے

کا اسکان لاہر فرماتا ہے۔ شاید اسی لئے میرزا کے دعویٰ کے بعد کئی زلزلے آچکے ہیں۔ خدا کی غیرت میرزائیوں کو کچلنا چاہتی ہے۔ اسی لئے بہار میں میرزائیوں کا ایک گاؤں سالم غرق و برباد ہو گیا ہے۔

انہوں جس عقیدہ کی تردید قرآن مجید نے غیر مبہم اور زوردار الفاظ میں بیان کی ہو اس کو مجاز و استعارہ کے رنگ میں اسلام کی مقدس تعلیمات میں داخل کیا جا رہا ہے **مغالطہ نمبر ۵**۔ حدیث میں ہے الخلق عیال اللہ۔ مولانا دُوم فرماتے ہیں کہ

اولیاء اطفال حق اند لے پر الجواب۔ قرآن مجید نے خدا کے لئے کسی کو ولد قرار دینے کی سخت ممانعت کی ہے۔ لفظ ولد کا استعمال نص قرآنی کی رو سے منع ہے۔ اور کسی بشر کیلئے جائز نہیں کہ اللہ کی اولاد یا اللہ کا ولد کہلا سکے۔

علمائے کرام کا اعتراض لفظ ولد می و اولادی ہے میرزائیوں نے بجائے لفظ ولد کے عیال و اطفال کے الفاظ پیش کر دیئے ہیں۔ میرزائیوں کو کسی سچے نبی کے الہام میں ولد کا لفظ دکھانا چاہئے۔ عیال و اطفال الفاظ لفظ اولاد کے ہم معنی نہیں ہیں۔ عیال و اطفال سے غیر اولاد بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر لفظ ولد کا اطلاق عام طور پر فرزند پر ہی ہوتا ہے۔ شبی الالب میں ہے۔ الولد فرزند۔ المجدی میں ہے۔ الولد۔ کل ما ولد کا نشیء۔ نفث عرب میں عیال سے مراد

وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی کے زیر پرورش ہوں۔ (ملاحظہ ہو منجد منتخب اللغات وغیرہ)۔ اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحی صاحب محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ مخلوقات حکم عیال خدا لئے تعالیٰ دارند کہ نفقہ و قوت ایشان براست۔

نیز حدیث شریف میں ہے۔ الخلق عیال اللہ خلق کے لفظ میں تمام کفار و شرکین۔ جملہ حیوانات گدھے اور سین تک شامل ہیں۔ عیال سے مراد اگر اولاد ہے۔ تو اس میں میرزا صاحب کو کوئی خصوصیت حاصل ہے۔

اسی طرح مولانا نے دُوم نے فرمایا ہے۔

اولیاء اطفال حق اند لے پر

اطفال سے مراد اولاد لینا کسی طرح جائز نہیں یخت عرب میں اطفال سے مراد ریزہ ہر چیزے اہل الشیء الصغیر مراد ہے۔ مولانا بحر العلوم لکھنوی نے مشنوی کی

کی شرح میں فرمایا ہے کہ اطفال سے مراد عیال ہی ہیں۔ یہود اور نصاریٰ حضرت عزیز و حضرت مسیح علیہما السلام کو خدا کے اطفال یا عیال میں سے نہیں سمجھتے تھے۔ وہ انہیں خدا کا ولد قرار دیتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے اس باطل عقیدہ کی تردید فرمائی۔

مغالطہ نمبر ۶۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر پیادوں کو بیٹے کہہ دیا تو کیا بیچ ہے۔ (ص ۷)

الجواب: کسی مجھ کے سے پوچھا گیا۔ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں اس نے جواب دیا چار روٹیاں۔ اسی طرح حمایت میرزا نے میرزا ٹیڈنگ عقل و نروسے بے برہ بنادیا ہے جہاں بھی کوئی عبادت کسی کتاب میں ملے اسے اپنے مطلب کے موافق بنانے کی ناکام سعی میں مشغول رہتے ہیں۔ فوذا الکیرمٹ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دہر ملتے انبیاء و تابعان ایشان را بہ لقب مقرب و محبوب تشریف دادہ است۔ (خدا تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء و اعدا کے متبعین کو مقرب اور محبوب کے لفظ سے مشرف فرمایا ہے) یہودیوں نے اسی مقرب اور محبوب کے خطاب سے دھوکہ کھایا۔ اور اپنے آپ کو خدا کا بٹیا قرار دے لیا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ عمیر فرماتے ہیں۔ دریں باب بلفظ شایع دہر قوم تکلم واقع شد اگر لفظ انبیاء بجائے محبوباں ذکر شدہ باشد چرچہ عجیب یعنی یہود و نصاریٰ میں اگر لفظ محبوب کی بجائے انبیاء کا لفظ رایج ہو گیا ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ میرزا ایہوں نے چرچہ کا ترجمہ کوئی ترجمہ نہیں ہے کہ کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی عبارت میں لفظ اگر قابل غور ہے جس کا عربی ترجمہ ہوے جو بحال پر بھی بولا جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ کا ابطال قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔

وقالت ایہود و النصاریٰ
نحن انبؤ اللہ و احبائہ ط
قل فلم یعدکم بذنوبکم
بئ انتہر بشتہ صمون
یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں آپ یہ پوچھئے۔ کہ اچھا تو پھر تم کو تمہارا گناہوں کے عوض عذاب کیسے

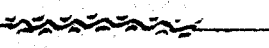
خلق (سورہ مائدہ ع ۳) | بلکہ تم بھی نجد اور مخلوقات کے ایک جمعی آدمی ہو۔

قرآن مجید کی اس آیت کی رو سے کہ محبوب خدا ہونے کے معنی میں ابن اللہ کہنے کی مخالفت ثابت ہے۔ لہذا قرآن مجید کی رو سے کسی ولی یا نبی کو خدا کا بٹیا کہنا شرک اور ظلم اکبر ہے۔

حزب الانصار بھرہ کا پانچواں سالانہ عظیم الشان جلسہ

۲۲۔۲۳۔۲۴ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ نومبر و ۱ دسمبر ۱۹۳۳ء بموافق ۱۵۔۱۶۔۱۷ اگست ۱۹۹۱ء
بروز جمعہ۔ سہفتہ و التوار بمقام جامع مسجد بھرہ (پنجاب) منعقد ہوگا۔

جس میں ملک کے نامور علمائے کرام و مشائخ عظام شامل ہوئے شمالی پنجاب کا یہ عظیم النظار سالانہ اجتماع اس دفعہ نہایت بزرگ و احتشام سے ہوگا۔ مسلمان پنجاب میں مذہبی اقتصاد و اصلاحی بیداری پیدا کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جائیگا۔ شائقین ان تاریخی کونوٹ و مایں جن لوگوں کو لائحہ اجتماعات میں شمولیت کا موقع ملا ہے۔ وہ ان دنوں کا انتظا ہمیشہ بے قراری سے کیا کرتے ہیں۔



طبابت پیشہ حضرات کیلئے بالخصوص شاہقین طب کیلئے بالعموم نہایت مفید اکسیری صدی تجربات کا بہترین مجموعہ تجربات محمدی (جلد دوم)

جو از سر نو لکھی گئی ہے اور طبع اول کی نسبت نسخہ جات میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ گراں قدر طبی تالیف اکسیری صدی اور تجربہ شدہ تجربات کا نایاب ذخیرہ ہے جس کا پہلا ایڈیشن بہت ہی مقبول عام ہو کر بالکل قلیل عرصہ میں فروخت ہو گیا تھا۔ اب پھر دوسری دفعہ از سر نو لکھ کر خاص الخاص اکسیری صدی اور جموں طب نسخہ جات کے اضافات ساتھ شائع کرایا گیا ہے۔ اس میں مسکراؤں تک جو امراض کے خاص الخاص اکسیری صدی نسخہ جات جو بڑی بڑی لکھنیوں اور زخموں کے ساتھ حاصل کئے گئے تھے بغیر بچل کے درج کر دیئے ہیں جن کے ذریعہ بہت کچھ دوسرے لکھیا جا چکا ہے یا جو طبیب یا وید صاحبان بہترین نسخہ جات کے شائق ہوں۔ یا جو صاحبان اپنی مرض کا آپ خود علاج کرنا چاہتے ہوں۔ وہ اس کتاب کو شگرا کر ولی مراد حاصل کر سکتے ہیں۔ دیگر اس میں کوئی نسخہ نسخہ وغیرہ مروج نہیں لکھا گیا۔ بلکہ وہی نسخہ جات لکھے گئے ہیں۔ جو معمولات طب ہیہ اور سیکرٹری مرتبہ تجربہ میں آچکے ہیں۔ یہ کتاب **تجربات محمدی** کے متعلق بہت سے نامی گرامی اور مشاہیر اطباء نے اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ کتاب اپنی جامعیت و اہمیت کی وجہ سے نہایت مقبول عام ہو کر انھوں نے اتھ فروخت ہو رہی ہے۔ صرف تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ جلدی منگائی ورنہ طبع سوم کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کاغذ وغیرہ بہت اعلیٰ غرض قابل دید کتاب ہے۔ قیمت صرف عہدہ حصول لاک۔ دو گنہ خریدار کو

خواص و نفع تصور از جو کہ ایک نہایت آسان اور با قیمت ہر جگہ ملنے والی چیز ہے جو ۱۳۰ مختلف امراض کے موجب نفع و صرف بذریعہ ارشد بتائے گئے ہیں خصوصاً کمزوری و ماخ و نوبہ دمہ۔ تشنگ جدام۔ سوزاک جیران و اسیر ہر دو قسم۔ ہیروت بخار۔ چنبل جارش وغیرہ وغیرہ کیلئے نہایت ہی اکیسیرہ نظیر نسخہ جات درج ہیں۔ ان مرضوں کے کیلئے غریب فوائد ہیں۔ اور اس کے ذریعہ ہونے والے کشتہ جات کی ترک میں درج ہیں۔ قیمت صرف ۲ (دو روپے شش ماہ مفت طلب کریں)

مفت کا۔ ناظم دفاتر شفا خانہ محمدیہ (مالا نوالہ) ڈاک خانہ سرگودھا (پنجاب)

شفا خانہ محمدیہ کی چند خاص سو فیصدی مجرب دوائیں جو بفضل خدا ہمیشہ صحیح ثابت ہوئی ہیں

نوٹ:۔ چونکہ ہر ایک انتہائی عذاری سے بزار ہے اسلئے اکثر لوگ بے توجہی سے ہر انتہائی چیز کو نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن یاد رہے کہ خدا باریک بینی سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ ہم بفضل خدا جو سو جات پیش کر رہے ہیں تین سالہ تجربہ المجرب ہیں اگر ہماری کوئی دوا اپنا اثر نہ دکھائے تو وہی قیمت کی گارنٹی دیکھائی ہے بشرطیکہ حلقہ انتہائی چربی ہو تاکہ آنت کہ خود بخود نہ کھلے عطار گوید "منہ بقیل و دیا انشاء اللہ تعالیٰ جاؤ گا اثر رکھتی ہیں ایک فوٹو ان کے ساتھ ہے۔"

نام دوا	مختصر فوائد	قیمت
دافع بواسیر	بواسیر کا خون آتا ہوا مسوں کی تکلیف ہوتے سخت ہو گئے ہوں اور اجابت کے بعد غرض مقعد کا رخ نکلم کی تکلیف پیدا ہوتی ہو یا مسوں میں ورم ہو مقعد میں غرض ہوا کرتی ہو تو دافع بواسیر کو متعلق کیجئے ان تمام تکلیفوں میں راحت دین حاصل ہوگی اس سے بہتر مفید دوا اور دافع بواسیر دوائی نہیں ہے جسے شک ہے جتنے دین چاہیں وہاں اس کے فائدے ہیں	ایک بیض کیسے تین روپیہ
دوائے خازر	یہ دھن خازر کیسے ثابت کیا ہے اس کے استعمال تمام دھن خازر خزانہ ہو جاتا ہے مرض خواہ نیا ہو یا پراانا اس کے استعمال سے ایسا دافع ہو جاتا ہے کہ دھن خازر چھائی نہیں پائے اس کی دھن خازر فائدہ حاصل کر چکے ہیں	ایک بیض کیسے تین روپیہ
رفیق الجین	یہ سرمہ جلد امراض چشم کیسے لاشائی و بے نظیر زمانہ ہے۔ دھند۔ عیار۔ جالا۔ پھولہ۔ پانی بہنا۔ ابتدائے موتیا بند۔ کمی بصارت کے دفعہ کے لئے بفضل خدا اکیر سے بڑھ کر ہے	ایک ڈولہ پندرہ روپیہ
مصفا	فدا خون کا اثر ہماروں کے ہتھ پیر اور جگر پر ہے غباری۔ دوا دھوڑے پھنیاں حتیٰ کہ آفک اور جلد مل گئی اس کے استعمال سے نیت و نا بود ہو جاتی ہے۔ خون میں ہو جاتا ہے۔ خون کو صاف کر دیتے ہے بہتر دوا ہے۔	۲۴ خوراک پندرہ روپیہ
دوائے نوزاک	سوز اک تیار ہوا یا نہ ہو خونوں میں معید ہے۔ پیشاب کی سوزش اور تکلیف دور ہو جاتی ہے ہر قسم کے زہریلی صحت ہوگی کہ پھر عرصہ مرض عرصہ نہیں کرے گا۔ اور اس مرض سے آئندہ کیسے نجات حاصل ہوگی۔	ایک بیض کیسے ۱۰ روپیہ
اکیر جگر	یہ اکیر جگر کے اعصاب کے رشید اور صحت جگر کیسے بالخصوص ہائیمت معید ہے۔ اس کے لکیر دوا کی چند خوراک استعمال سے ہفتہ کی حالت میں ہو کر نکتہ میں پہنچ جاتی ہے۔ ہر روز القینہ تک کو معید ہے	ایک ڈولہ ۱۰ روپیہ
اکیر قلب	دل کو قوت دینے والا اکیر مرکب ہے۔ اس کے استعمال سے ضعف تلب۔ خفقان یعنی دل دھڑکنا۔ گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ مقوی متحدہ دھڑکے خصوصاً ضعف قلب کی دوا خاص دوا ہے	۳ ڈولہ ۱۰ روپیہ

مکملہ کا ناظم دتر شفا خانہ محمدیہ (ماہا توالہ) ڈاک خانہ سرگودھا پنجاب

مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیجئے، ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھیے۔ آج سات سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے دینی تعلیم کے لئے اعلیٰ پایاں پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم غزنیہ قائم ہے۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بنڈھکی سے آزاد کرانے اور انہیں روحانیت و مرزائیت کے دام تزویر سے نجات دلانے کے لئے بڑی سرگرمی سے کام لے رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے۔ رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و ناغذ کے مصارف پورے کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانیے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گناؤں ایسا نہ ہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ وراہل محلہ حیدرہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کروائیں ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں پندرہ ذیل تبلیغی کتب دفتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں۔

ضمیمہ رسالت :- مؤلف مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم لی۔ لے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے منہ بانہ پر اثبات کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قوم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲ حقیقت کشمیر مؤلف مولوی قطبی شاہ صاحب۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب نبیہ کا تمام دار و مدار صرف جھوٹ پر ہے قیمت ۱۰ **اجتناب الخلفیہ** - ہندو مذہب عرب و عجم کے صدر العلماء کا متفقہ فتویٰ دوبارہ کفر و ارتداد و مرزائیان و روحانیوں و دوبارہ عدم جواز نکاح زن مسنیہ بامر و تنبیہ ذریعہ قیمت ۵ روپے علاوہ ازیں ہر قسم کی تبلیغی کتب اپنے کاپستل :-

میچر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ رینجاب

دعوتِ عمل

حزبِ الانصار کے مقاصد اغراض و طریقہ عمل سرورق نہاد و روح میں مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں اگر میں تو گیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسبِ توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ احاف نے آج تک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ ذیل کے طریقوں سے آپ اس پوسے کی آبیاری فرما سکتے ہیں :

۱۔ اپنی ماہواری آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہِ بجاہ حزب کو پہنچتا ہے۔ نیز اس کے رکن بن کر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دے کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے ۲۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم عزیزیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت و خوراک و رہائش کا ذمہ حزبِ الانصار نے لے رکھا ہے (۳)۔ ماہنامہ رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت وسیع کرنے میں سعی فرمائیں (۴)۔ یتیمی و سائین وغریب آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کے لئے دارالعلوم عزیزیہ بھروسہ میں بھیج دیں تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کے سچے خادم بن سکیں (۵)۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار سال کی واسطے دارالعلوم عزیزیہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ اما ان مساجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے بھیجیں (۶)۔ اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور مخیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزبِ الانصار کیلئے وقف فرمائیں۔ تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام سے سکیں جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔

(۷)۔ اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزبِ الانصار کے سبب میں طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔

(۸)۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو شعبہ تبلیغ حزبِ الانصار میں اپنا نام درج کرائیں :

ناظم حزبِ الانصار بھیرہ پنجاب،

باتنام طلبہ احمدیہ بھیرہ پنجاب